حبس بے جا اور اسکی سزا	03
مزاحمت بے جا اور اسکی سزا	06
زبانی شہادت یا گواہ کا بیان	07
ایڈووکیٹ جنرل کے فرائض منصبی	11
اٹارنی جنرل آف پاکستان کے فرائض منصبی	15
بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت عدالتی چارہ جوئی	18
فراڈ، دھوکہ دہی کی بنیاد پر حاصل کی گئی ڈگری یا عدالتی حکم	22
قانونی لاچارگی (Legal Disability)	25
نابالغ اور فاتر العقل افراد کے عدالتی مفادات کا تحفظ	27
دیوانی مقدمات میں حاضری سے مستثنٰی افراد کا بیان	31
سرکار / مملکت کے خلاف جرائم	33
دستاویزی شہادت پیش کرنا	37
معاشرہ / دستور کے خلاف بغاوت اور غداری کی سزا	41
فوجداری مقدمات کا انتقال	43
اصول امر مانع law of estoppel	46
حکومتی مقدمات	48
قانون شراکت مجریہ ۱۹۳۲ء کے تحت فرم کی رجسٹریشن کا طریقہ کار	50
منصف امن بربنائے عہدہ (Ex-officio Justice of Peace) کے اختیارات عدالت عالیہ لاہور کے فیصلے کے تناظر میں	56
پولیس کا انسدادی کارروائی کا اختیار	65

حبس بے جا اور اسکی سزا

ہر مہذب معاشرے میں انسان کے جان و مال کے ساتھ ساتھ اسکی شخصی آزادی کا تحفظ بھی ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل قرار دیا گیا ہے۔پاکستان میں بھی ہر شہری کی شخصی آزادی کو آئینی اور قانونی تحفظ حاصل ہے۔ آئین کی رو سے کسی شہری کو اسکی آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ قانون اسکی اجازت دے اور یہ کہ قانون کے تحت کسی گرفتار شخص کو جتنا جلدی ممکن ہو سکے گرفتاری کی وجوہ سے اگاہ کیا جائے گا اور اسے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر متعلقہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۰ کی رو سے اگر کسی شخص کی اسطرح مزاحمت بے جا کی جائے کہ اسکو مخصوص حدود سے باہر جانے سے روک دیا جائے تو کہا جائے گا کہ اس نے اس شخص کو حبس بے جا میں رکھا۔کسی پولیس آفسر کی طرف سے قانون کے مطابق کسی کی گرفتاری حبس بے جا کے زمرے میں نہیں آتی تاہم کسی قانونی جواز کے بغیر اسکا کسی کو حراست

جاری ہو چکی ہے تو اس کو دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد دو برس تک ہوسکتی ہے جو اس قید کے علاوہ ہوگی جس کا وہ اس باب کی کسی اور دفعہ کے تحت مستوجب ہو۔

خفیہ طور پر حبس بے جا میں رکھنے کی سزا:

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۶ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو اس طرح حبس بے جا میں رکھے جس سے اسکی یہ نیت ظاہر ہو کہ اس شخص کا محبوس ہونا یا اسکی جائے حبس کسی ایسے شخص کو معلوم نہ ہو جو اس میں دلچسپی رکھتا ہو، نہ سرکاری آفسر کو اس کا پتہ لگے تو اسے کسی اور سزا کے علاوہ جسکا وہ اس حبس بے جا کیلئے مستوجب ہو، دو برس تک کیلئے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی۔

استحصال مال یا کسی ناجائز فعل پر مجبور کرنے کیلئے حبس بے جا:

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۷ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو اسلئے حبس بے جا میں رکھے کہ اس سے یا اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی دیگر شخص سے کسی مال یا کفالت المال کا استحصال بالجبر کرے یا محبوس شخص کو یا اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی اور شخص کو کسی خلاف قانون کام پر یا ایسی معلومات فراہم کرنے پر مجبور کرے جس سے کسی جرم کا ارتکاب سہل ہو جائے تو اس کو دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد تین برس تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

اقبال جرم کروانے یا واپسی مال کیلئے حبس بے جا:

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۸ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو اس غرض سے حبس بے جا میں رکھے کہ محبوس شخص سے یا اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی دیگر شخص سے جبراً اقبال جرم کروائے یا معلومات حاصل کرے جو کسی جرم یا بدچلنی کے انکشاف کی وجہ بنے۔ یا اس لئے کہ محبوس شخص یا

اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی دیگر شخص کو کسی مال یا کفالت المال کے واپس کرنے یا کروانے کیلئے یا کسی دعوے یا مطالبے کو پورا کرنے یا ایسی معلومات فراہم کرنے کیلئے جو کسی مال یا کفالت المال کے واپس کیے جانے کی وجہ بنے، مجبور کرے، تو اسکو دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد تین برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

مزاحمت بے جا اور اسکی سزا

قانون کے تابع ملک کے کسی بھی حصے میں آزادی کے ساتھ گھومنا پھرنا اور نقل و حرکت کرنا ہر شہری کا آئینی حق ہے۔ جس کے استعمال میں کسی فرد کی طرف سے کسی بھی قسم کی مزاحمت یا دخل اندازی قابل تعزیر جرم ہے۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۳۹ کی رو سے اگر کوئی شخص بالارادہ کسی شخص کو کسی ایسی سمت میں جانے سے روکے جدھر جانے کا وہ حق رکھتا ہو اور اسکے راستے میں سد راہ بن جائے تو وہ مزاحمت بے جا کا مرتکب گردانا جائے گا۔ یعنی کسی شخص کا کسی ایسے راستے کو مسدود کرنا جو اسکا ذاتی راستہ نہ ہو بلکہ اس پر کسی اور فرد یا افراد کو بھی گزرنے کا حق حاصل ہو جبکہ وہ نیک نیتی سے یہ بھی باور نہ کرتا ہو کہ اسے اس راہ کو مسدود کرنے کا حق حاصل ہے، مزاحمت بے جا کہلاتا ہے۔ مزاحمت بے جا کا جرم ثابت ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ایسی مزاحمت بالارادہ کی گئی ہو۔ کسی راستے میں عمارت تعمیر کرنا جہاں سے کسی اور شخص کو بھی گزرنے کا حق اور آزادی حاصل ہو

اس شخص یا اشخاص کی مزاحمت بے جا ہے۔ اس طرح کسی شخص کو کسی عام راستے سے گزرنے سے روکنے کیلئے دھمکی دینا ہو اسکی مزاحمت بے جا کہلائے گی۔

سزا:

مزاحمت بے جا ایک قابل دست اندازی پولیس جرم ہے جس میں پولیس ایسے شخص کو بغیر وارنٹ کے گرفتار کر سکتی۔ دفعہ ۳۴۱ کی رو سے جو کوئی شخص کسی کی مزاحمت بے جا کرے گا اسکو قید محض کی سزا دی جائے گی جسکی معیاد ایک ماہ تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا دی جائے گی جسکی مالیت ایک ہزار پانچ سو روپے تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

امور باعث تکلیف عامہ اور مزاحمت بے جا:

اگر کسی ایسے راستے وغیرہ میں ناجائز رکاوٹ پیدا کی گئی ہو جسے عوام جائز طور پر استعمال کرتے ہوں یا کر سکتے ہوں اور یہ رکاوٹ عوام کیلئے تکلیف کا باعث بنی ہوئی ہو تو ایسی صورت میں ذمہ دار افراد کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۳۳ کے تحت کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اس دفعہ کی رو سے اگر کوئی مجسٹریٹ درجہ اول پولیس رپورٹ پر یا کوئی دیگر اطلاع ملنے پر مناسب سمجھے کہ کسی راستے، دریا یا نالی سے، جسے عوام جائز طور پر استعمال کرتے یا کر سکتے ہیں یا کسی جائے عامہ سے کوئی ناجائز رکاوٹ یا امر باعث تکلیف عامہ کو دور کرنا چاہئے۔ تو ایسا مجسٹریٹ مجاز ہوگا کہ وہ مشروط حکم صادر کرکے ایسی رکاوٹ پیدا کرنے والے شخص کو تاکید کرے کہ وہ مقررہ مدت کے اندر ایسی رکاوٹ یا امر باعث تکلیف عامہ کو ہٹادے اور اگر اسے ایسا کرنے پر اعتراض ہو تو ایسے وقت اور مقام پر جو حکم کے ذریعے مقرر کیا گیا ہو اسکے روبرو یا نامزد دیگر مجسٹریٹ درجہ اول کے روبرو پیش ہو کر اس حکم کو منسوخ یا ترمیم کروائے۔

زبانی شہادت یا گواہ کا بیان

دوران مقدمہ ہر فریق کو موقف کی تائید میں شہادت گذارنا ہوتی ہے جس میں دستاویزی اور زبانی شہادت دونوں شامل ہیں۔

عام حالات میں دیوانی مقدمات میں مدعی کا یہ فرض ہے کہ وہ ان امور کی تائید میں اپنا موقف بیان کرے گا جس کا بارِ ثبوت اس پر عائد ہوتا ہے۔ تاہم ایسے مقدمات جہاں تنقیحات (facts) کا بارِ ثبوت تمام تر مدعا علیہ پر ہوتا ہے، مدعی اپنا بیان بطور تائید عرضی دعویٰ ریکارڈ کروا سکتا ہے اور ان تنقیحات پر جس کا بارِ ثبوت مدعا علیہ پر ہے، کے متعلق وہ اپنا حقِ تردید مدعا علیہ کی شہادت کے آنے کے بعد تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔

ایک گواہ عدالت میں پیش ہونے کے بعد بالعموم تین طرح کے بیانات دیتا ہے۔ ایک بیان صرف واقعات پر مشتمل ہوتا ہے، دوسرا بیان اس پر مشتمل ہوتا ہے کہ وہ کوئی ایسی دستاویز عدالت میں پیش کرتا ہے جسے اس نے خود تیار کیا ہو اور اس پاس قانونی تحویل سے آئی ہو، اور تیسرا بیان کسی دستاویز کو قانون کے تحت عدالت میں پیش کرنے کا اختیار ہے۔

دیوانی مقدمات میں ہر فریق کو بطور گواہ خود پیش ہونے کا حق حاصل ہے۔

گواہی کے اہل افراد:

قانون شہادت ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۳ کے تحت ایسے تمام افراد شہادت دینے کے اہل ہیں جو سمجھ بوجھ رکھتے ہوں اور ان سوالوں کا تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں جو بطور گواہ ان سے کیے جائیں۔ گواہی دینے والا کم عمر، یا انتہائی ضعیف العمر یا ذہنی طور پر علیل یا مجنون نہ ہو اور وہ پہلے سے جھوٹی گواہی دینے کے جرم کا ارتکاب نہ کر چکا ہو، یا حدود کے مقدمہ میں سزا یافتہ ہوں۔ مزید یہ کہ بعض حساس نوعیت کے معاملات میں عدالت گواہ کی اہلیت کا تعین قرآن و سنت میں دیئے گئے اصول کے مطابق کرے گی۔

گواہوں کے بیانات:

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت دیوانی مقدمات میں عدالتی کاروائی کی ساعت کرنے، گواہان یا شہادت پیش کرنے کا استحقاق مدعی کو حاصل ہے جس کیلئے مذکورہ قانون کے تحت قواعد وضوابط وضع کیے گئے ہیں۔ جبکہ فوجداری مقدمات میں چونکہ بارثبوت استغاثہ پر ہوتا ہے اس لئے گواہان استغاثہ پہلے شہادت دیتے ہیں۔ مگر جہاں دیوانی یا فوجداری ضابطہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں عدالت اپنی صوابدید استعمال کرسکتی ہے۔ تاہم فریقین کو اس بات کی پوری اجازت ہے کہ وہ جس ترتیب سے چاہیں اپنے گواہ پیش کریں۔

ہر گواہ کا بیان عدالت میں جج کی موجودگی اور نگرانی میں لیا جاتا ہے گواہ پہلے اس فریق کے موقف کی تائید میں بیان دے گا جس کی طرف سے وہ شہادت دینے آیا ہو۔ گواہ کے اس بیان کو ابتدائی بیان (examination-in-chief) کہتے ہیں۔

اس میں گواہ اپنے فریق کے موقف کے متعلق وہ تمام اہم امور و واقعات عدالت کو بتائے گا جس کا اسے علم ہو اور جن کی وہ تصدیق کرسکتا ہو۔ بیان ابتدائی کے دوران گواہ سے اس قسم کے سوالات نہیں پوچھے جا سکتے۔ جس کا جواب "ہاں" یا "نہیں" میں ہوتا ہو۔ ایسے سوالات کو ہدایتی سوالات (leading question) کہتے ہیں جو کہ صرف جرح کے دوران کیے جاسکتے ہیں۔

گواہ کے ابتدائی بیان کے بعد دوسرے فریق کو اس گواہ پر جرح کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

جرح ان سوالات کو کہتے ہیں جو فریق مخالف کے گواہ سے اس کی شہادت کی جانچ پڑتال کی غرض سے کیے جاتے ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گواہ کے ابتدائی بیان کی صحت وصداقت کو معلوم کرلیا جا سکے اور اگر گواہ نے کسی ایسے حقیقی واقعہ یا واقعات کو بیان کرنے سے گریز کیا ہو اور ایسے واقعات جرح کرنے والے مخالف فریق کے حق یا تائید میں ہوں۔

چونکہ ہر گواہ اپنے فریق کے حق میں بیان دیتا ہے اور وہ اپنے فریق کے

بیان سے منحرف نہیں ہوسکتا۔

گواہ کے اپنے فریق سے منحرف ہونے کی صورت میں اسی عدالت میں یہ درخواست دی جاسکتی ہے کہ متعلق گواہ کو منحرف گواہ (hostile witness) قرار دیا جائے، ایسی صورت میں یہ فریق اپنے پیش کیے گئے منحرف گواہ پر جرح کرسکتا ہے۔

تاہم فریق مخالف کی جانب سے جرح کے دوران گواہ کے بیان میں کسی قسم کا ابہام پیدا ہونے کی صورت میں اور اس ابہام کی تشریح اور وضاحت فریق پیش کنندہ ضروری سمجھتا ہو تو وہ عدالت کی اجازت سے اس گواہ سے دوبارہ سے سوالات کرسکتا ہے۔ (re-examining)

ضابطہ دیوانی کے آرڈر ۱۸ کے تحت:

۱۔ شہادت کے قلم بند ہونے کے طریقہ کار سے متعلق قابل اپیل مقدمات میں عدالت گواہوں کے بیانات، عدالتی زبان میں لفظ بلفظ قلم بند کرتی ہے۔ ہر گواہ سے اس کے بیان پر دستخط کر کے سنایا جاتا ہے۔

(۲)۔ اگر کوئی گواہ عدالت کی مقامی حدود کی حد سے باہر جانے والا ہو یا عدالت کسی معقول وجہ کی بناء پر کسی گواہ کا فوری بیان لینا ضروری سمجھے تو اس صورت میں عدالت کسی فریق یا کسی گواہ کی درخواست پر اس گواہ کا بیان قلم بند کرسکتی ہے۔ بصورت دیگر اگر کسی وجہ سے عدالت فوری بیان نہ لینا چاہے تو عدالت نئی تاریخ مقرر کرے گی اور اس کی اطلاع فریقین کو دی جائے گی۔

(۳)۔ عدالت مقدمہ کے کسی بھی مرحلہ پر کسی گواہ کو جس کا بیان لیا جاچکا ہو، طلب کرسکتی ہے اور قانون شہادت کے تحت اس سے ایسے سوالات کرسکتی ہے جو کہ عدالت مناسب سمجھے۔

(۴)۔ کسی جج کے فوت یا تبادلہ کی صورت میں یا کسی اور سبب سے وہ اس مقدمہ کا فیصلہ نہ کرے تو اس صورت میں اس کا جانشین جج اس کے قلم بند کردہ بیانات کو اس طرح کام لاتا ہے گویا کہ یہ بیانات اس نے خود قلم بند کیے ہیں اور مقدمہ کی کارروائی کا آغاز اسی مرحلے سے کیا جائے گا جس مرحلے پر مقدمہ پہنچا تھا۔ اس اصول کا اطلاق اس وقت بھی ہوگا جب

مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت منتقل ہو جائے۔

ایڈووکیٹ جنرل کے فرائض منصبی

ایڈووکیٹ جنرل صوبے کا اعلیٰ ترین افسر قانون کہلاتا ہے یہ ایک آئینی عہدہ ہے اور دستور کے آرٹیکل ۱۴۰ کے تحت اس کا تقرر، اہلیت اور فرائض منصبی وضع کیے گئے ہیں جس کے تحت:

(۱) ہر صوبے کا گورنر کسی ایسے شخص کو جو عدالت عالیہ (High Court) کا جج بننے کا اہل ہو، صوبے کا ایڈووکیٹ جنرل مقرر کرے گا۔

(۲) ایڈووکیٹ جنرل کا فرض ہے کہ وہ صوبائی حکومت کو قانونی معاملات پر مشورہ دے اور قانونی نوعیت کے ایسے دیگر فرائض انجام دے، جو صوبائی حکومت کی طرف سے اسے تفویض کیے جائیں۔

(۳) ایڈووکیٹ جنرل گورنر کی خوشنودی حاصل رہنے تک اپنے عہدے پر فائز رہتا ہے۔

(۴) ایڈووکیٹ جنرل گورنر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعے اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکتا ہے۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

فرائض (duties):

۱۔ ایڈوکیٹ جنرل صوبائی حکومت کو فوجداری مقدمے کی دائری کے بارے میں، یا انتظامیہ کے فیصلے سے متعلق، یا دیگر کسی بھی قانونی معاملے سے متعلق مشورہ دے سکتا ہے۔

۲۔ ملک کی اعلیٰ عدالتوں میں اہم نوعیت کے فوجداری مقدمات میں ازخود حکومت کی نمائندگی کرے گا۔

۳۔ درج ذیل نوعیت کے مقدمات میں ایڈوکیٹ جنرل اپنے معاونین کو پیروی مقدمہ کرنے کا کہہ سکتا ہے۔

ا۔ ایسے مقدمات جہاں صوبائی حکومت فریق ہو، یا جن مقدمات میں صوبائی حکومت کا سیکریٹری فریق ہو۔

ب۔ ایسے مقدمات جن میں صوبائی حکومت کے افسران فریق ہوں، اور جن کا صوبائی حکومت نے ازخود پیروی کرنے کا فیصلہ کیا ہو۔

تاہم ایڈوکیٹ جنرل کے فرائض دیگر ملکی قوانین کے تحت بھی وضع کیے گئے ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت بعض خاص مقدمات صرف ایڈوکیٹ جنرل ہی دائر کر سکتا ہے۔ جیسا کہ امور باعث تکلیف عوام (public nuisance) اور وقف (trust) سے متعلق مقدمات۔

۴۔ امور باعث تکلیف عوام:

امور باعث تکلیف عام سے متعلق مقدمات کی نوعیت دیوانی و فوجداری دونوں طرح سے ہوتی ہے۔ فوجداری نوعیت کے مقدمات کا ذکر دفعہ ۲۶۸ تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء میں کیا گیا ہے۔ مثلاً کوئی بھی خلاف قانون فعل جس سے کسی نقصان یا خطرہ کا اندیشہ ہو، یا اس سے قرب و جوار میں رہنے والے لوگوں، یا وہاں کسی جائیداد پر قابض لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو وغیرہ۔ تاہم ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۹۱ کے تحت کسی امر باعث تکلیف عام کو ہٹانے کیلئے ایڈوکیٹ جنرل یا اس کے مقرر کردہ دو یا دو سے زیادہ اشخاص اس امر باعث تکلیف عام کے خلاف حکم

امتناعی یا کسی بھی دادرسی کیلئے عدالت دیوانی میں مقدمہ مقدمہ دائر کر سکتے ہیں۔

۵۔ وقف (trust) سے متعلق مقدمات:

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۹۲ کے تحت جو ٹرسٹ بغرض خیرات عام یا امور مذہبی قرار دیا گیا ہو اور اس ٹرسٹ کے مقاصد کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں ایڈوکیٹ جنرل خود یا دو یا دو سے زیادہ ایسے اشخاص جن کا اس ٹرسٹ سے مفاد متعلق ہو، تقرر کر کے ایسی عدالت میں جس کو صوبائی حکومت نے اختیارات دیئے ہوں، جس کے اختیار سماعت میں، وقف جائیداد کا کل یا جزوی حصہ واقع ہو، میں دعویٰ دائر کر سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل مزید امور کیلئے بھی برائے حصول ڈگری کیلئے دعویٰ دائر کر سکتے ہیں۔

۱۔ کسی امین (trustee) کی برطرفی،

۲۔ نئے امین کی تقرری،

۳۔ کسی جائیداد کی تحقیقات کا حکم،

۴۔ اس بات کی اجازت دینا کہ ٹرسٹ کی جائیداد کا کس قدر حصہ خاص غرض یا امانت کیلئے علیحیدہ کیا جائے گا۔

۵۔ اس بات کی اجازت دینا کہ کل یا کوئی جزوی وقف جائیداد کرایہ یا پٹہ پر دی جائے یا بیع کیا جائے یا رہن رکھا جائے یا تبادلہ کیا جائے،

۶۔ جائیداد سے متعلق کسی اسکیم کو ناقص قرار دینے کیلئے،

۷۔ کسی اور طرح کی دادرسی کی استدعا کرنا، جو نوعیت مقدمہ کیلئے ضروری ہو۔

اس کے علاوہ ضابطہ کاروائی اور دیگر دادرسی کی نوعیت کے مقدمات، جن کا ذکر نہ ہی اوقاف ایکٹ ۱۸۹۳ء میں کیا گیا ہو تو قانون کے مطابق ہی کوئی دعویٰ دائر کرسکتا ہے۔

۶۔ دیوانی نوعیت کے مقدمات میں آئینی یا قانون کی تشریح:

تمام دیوانی عدالتیں اس بات کی پابند ہیں کہ جب بھی کسی مقدمہ میں صوبائی حکومت سے متعلق کوئی آئینی یا قانونی سوال درپیش ہوتو اس کیلئے ایڈوکیٹ جنرل کونوٹس جاری کیاجائے گا۔

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے قاعدہ ۲۷ (الف) (۱) کے تحت جس میں سرکار مدعی علیہ ہواور اسے صوبائی حکومت سے متعلق کوئی معاملہ درپیش ہوتو عدالت تصفیہ اس وقت تک نہ کرے گی جب تک کہ ایڈوکیٹ جنرل کونوٹس نہ دیاجائے تاکہ اس نقطہ کی وضاحت کی جائے۔

اگر صوبے کا ایڈوکیٹ جنرل نوٹس کے ملنے پر یا بصورت دیگر درخواست کریں کہ مقدمہ میں حکومت کو بطور فریق شامل کیا جائے تاکہ آئینی یا قانونی سوال کا تسلی بخش تصفیہ ہو سکے تو عدالت اس بات کا اطمینان کرنے کے بعد اسے بطور فریق شامل کرسکتی ہے۔

۷۔ دیگر فرائض منصبی:

لیگل پریکٹیشنر اور بار کونسل ایکٹ ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۶ کے تحت ہر صوبے کا ایڈوکیٹ جنرل اپنی صوبائی بار کونسل کا چیئرمین ہوگا اور مذکورہ ایکٹ کے تحت تمام قانونی امور از قسم ہائی کورٹ کے پریکٹس کے اہل وکلاء کو لائسنس کا اجراء کرنا۔ ایسے مقدمات جو کہ (misconduct) یا وکلاء کے (safe guards) سے متعلق ہو، قانون میں کسی قسم کی اصلاح کی تجویز دینا، ممبران کا الیکشن کرانا، ضرورت مند افراد کو مفت قانونی امداد وغیرہ شامل ہیں۔

۸۔ فوجداری مقدمات میں پیش ہونا:

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ 265-L کے تحت ایڈوکیٹ جنرل کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ عدالت عالیہ کے روبرو مقدمہ کے کسی مرحلے پر ملزم کو سزا کا حکم صادر ہونے سے قبل، حکومت کے ایماء پر عدالت کو مطلع کرسکتا ہے کہ وہ اس کے مقدمہ کی پیروی سے انکار نہیں کرنا

چاہتا۔ جس پر ملزم کے خلاف تمام کاروائی روک دی جائے گی اور اسے اس سے ڈسچارج کر دیا جائے گا، البتہ ایسے ڈسچارج کو بریت نہیں سمجھا جائے گا۔

۹۔ دماغی امراض سے متعلق آرڈیننس ۲۰۰۱ء (Mental Health Ordinance) کی دفعہ ۳۰ کے تحت ایسے افراد جو کہ دماغی طور پر صحیح الحال نہ ہوں، کے رشتے داروں کی جانب سے ایڈوکیٹ جنرل کی تحریری رضامندی حاصل کرنے کے بعد ایسے افراد کی جائیداد اور اس کے تصفیے کے بارے میں عدالتی کاروائی کا آغاز ہوگا۔

۱۰۔ سپریم کورٹ رولز مجریہ ۱۹۸۰ء کے آرڈر IV کے تحت بعد از اٹارنی جنرل، صوبے کے ایڈوکیٹ جنرل کو عدالت عظمیٰ کے دیگر سینئر وکلاء صاحبان پر ساعت کا استحقاق حاصل ہوگا۔

معاونین برائے ایڈوکیٹ جنرل:

ہر صوبے کے محکمہ قانون کے تحت ایڈوکیٹ جنرل کے معاونین کا تقرر کیا جاتا ہے جو بلحاظ عہدہ حسب ذیل ہوتے ہیں۔

(۱) ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل
(۲) اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل
(۳) حکومت کی طرف سے مقرر کردہ دیگر وکلا (state lawyer)

صوبائی اسمبلی میں تقریر کا حق:

دستور کے آرٹیکل 111 کے تحت ہر صوبے کے ایڈوکیٹ جنرل کو صوبائی اسمبلی یا اس کی کسی کمیٹی میں جس کا اسے رکن نامزد کر دیا جائے تقریر کرنے اور بصورت دیگر اس کی کاروائی میں حصہ لینے کا حق ہوگا۔ تاہم اسی آرٹیکل کی رو سے وہ ووٹ دینے کا مستحق نہ ہوگا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

تقرر صدر پاکستان کے حکم سے ہوتا ہے اور ان کی مشاہیر (allowance) کا تعین بھی صدر پاکستان مقرر کردہ شرائط، قواعد کے تحت کرتے ہیں۔

ان تمام افراد کی سرکاری فرائض منصبی کے علاوہ پاکستان کی تمام عدالتوں میں شنوائی کا حق حاصل ہے، ان افراد کو بطور پبلک پراسیکیوٹر لیا جاتا ہے، اور یہ کسی عدالت میں کوئی مقدمہ دائر کر سکتے ہیں۔ وفاقی حکومت کی جانب سے کسی قسم کی عدالت کاروائی بشمول اپیل، نظر ثانی، کسی بھی عدالت، ٹربیونل یا کسی خاص قانون کے تحت قائم کردہ خاص عدالت (special court) میں مقدمہ دائر کر سکتے ہیں یا پیش کر سکتے ہیں۔

مقدمات جہاں آئینی تصریح کی ضرورت ہو:

تمام دیوانی عدالتیں پورے پاکستان میں اس بات کی پابند ہیں کہ جب بھی دستور سے متعلق کوئی معاملہ درپیش ہو اور اس میں کسی قسم کی وضاحت کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں وہ عدالت اٹارنی جنرل کو نوٹس دے گی۔

ضابطہ فوجداری کے قاعدہ ۲۷ (الف) (۱) میں ایسے مقدمات کی وضاحت کی گئی ہے جس میں اٹارنی جنرل مرکزی حکومت سے درپیش قانونی یا آئینی نقطے کی وضاحت کرے گا۔

مذکورہ قاعدہ کے تحت:۔

(۱) سرکاری جانب سے دائر شدہ مقدمہ یا بنام سرکار مقدمہ میں جو بھی اہم نوعیت کا آئین کی تعبیر کے بارے میں کوئی سوال درپیش ہو تو اس کی توضیح کے بارے میں اٹارنی جنرل حکومت پاکستان کو نوٹس جاری کیا جاتا ہے۔

(۲) اگر اٹارنی جنرل نوٹس ملنے پر یا بصورت دیگر درخواست کریں کہ مقدمہ میں حکومت کو بطور فریق شامل کیا جائے تا کہ آئینی یا قانونی معاملہ کا تسلی بخش تصفیہ ہو سکے تو عدالت اس بات کا اطمینان کرنے کے بعد حکومت کو بطور فریق شامل کر سکتی ہے۔

سپریم کورٹ رولز مجریہ ۱۹۸۰ء کے رول ۱۷ کے تحت اٹارنی جنرل کو عدالت عظمیٰ کے تمام سینئر وکلاء پر استحقاق حاصل ہوگا۔

مجلس شوریٰ میں تقریر کا حق:

دستور کے آرٹیکل ۵۷ کے تحت اٹارنی جنرل کو کسی بھی ایوان یا ان کے مشترکہ اجلاس یا ان کی کسی کمیٹی میں جس کا اسے رکن نامزد کر دیا جائے، تقریر کرنے اور بصورت دیگر اس کاروائی میں حصہ لینے کا حق ہوگا تاہم اس آرٹیکل کی بنا پر ووٹ دینے کا حق نہ ہوگا۔

بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت عدالتی چارہ جوئی

آئین پاکستان مجریہ ۱۹۷۳ء میں بنیادی حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو کہ ہر شہری کو بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب کے حاصل ہوں گے جیسے کہ گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ، غلامی، بیگار وغیرہ کی ممانعت، دوہری سزا اور اپنے آپ کو ملزم گردانے کے خلاف تحفظ، انسانی حرمت، نقل و حرکت کی آزادی، اجتماع کی آزادی، انجمن سازی کی آزادی، تجارت و پیشہ کی آزادی، تقریر کی آزادی، مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی، کسی خاص مذہب کی اغراض کے لئے محصول لگانے سے تحفظ، مذہب وغیرہ کے بارے میں تعلیمی اداروں سے متعلق تحفظات، حقوق جائیداد کا تحفظ، شہریوں سے مساوات، عام مقامات میں داخلہ سے متعلق عدم امتیاز، ملازمتوں میں امتیاز کے خلاف تحفظ، زبان رسم الخط اور ثقافت

کا تحفظ۔

آئین کے تحت دیئے گئے حقوق میں کچھ حقوق عمومی مفاد عامہ سے متعلق ہیں جبکہ باقی حقوق فرد واحد کے مفاد سے وابستہ ہیں۔ تاہم ان تمام بنیادی حقوق کے پامال ہونے کی صورت میں یا کسی حکومتی ادارے یا کسی فرد واحد کی طرف سے نفی یا خلاف ورزی کی صورت میں متاثرہ فریق آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت آئینی درخواست (writ petition) عدالت عالیہ میں دائر کرسکتا ہے۔

آئینی درخواست (writ petition) سے مراد عدالت عالیہ کا وہ خصوصی آئینی حکم ہے جس کے تحت وہ بنیادی حقوق کے نفاذ کیلئے مناسب احکامات جاری کرسکتی ہے۔ جس میں عدالت عالیہ دونوں فریقین کو سننے کے بعد اور اپنے صوابدیدی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے قانون کے مطابق متاثرہ فریق کو اس کے بنیادی حقوق کے بارے میں مناسب حکم جاری کرے گی۔

واضح رہے کہ آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت متاثرہ فریق یا کوئی بھی فریق صرف اس وقت عدالت عالیہ میں درخواست دائر کرسکتا ہے جب کسی اور قانون کے تحت اس کیلئے فوراً اور مناسب دادرسی موجود نہ ہو۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے بارے میں عدالت عالیہ کے اختیارات:

دستور کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت متاثرہ فریق عدالت عالیہ میں آئینی درخواست (writ petition) دائر کرسکتا ہے۔ ایسی آئینی درخواست جہاں بنیادی حقوق متاثرہ ہوئے ہوں اور اس کے تحت کسی فریق کا بنیادی آئینی حق مجروح ہوا ہو جیسے حبس بے جا کے خلاف درخواست (writ of habeas corpus) حکم تاکیدی (writ of mandaus)، حکم امتناعی (writ of prohibition)۔ اس کی تفصیل یوں ہے:-

(ا) عدالت ایسے تمام اختیارات اپنے علاقائی اختیار سماعت کے تحت کسی وفاق کے ادارے یا صوبے یا اس کے مجاز ادارے کے امور کے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2003-2006

سلسلہ میں فرائض انجام دینے والے کسی شخص کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرنے سے اجتناب کرے، جس کے کرنے کی اجازت اسے قانون نہیں دیتا، یا ایسا کام کرے جو قانون کی رو سے اس پر واجب ہے۔

(۲) ایسے کوئی احکامات دے سکتی ہے جس کے تحت کسی ایسے شخص کے فرائض کے انجام دہی کے دوران کوئی فعل یا کوئی کاروائی قانونی اختیار کے بغیر کی گئی ہے اور وہ کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتی۔

(۳) جہاں کسی شخص کو غیر قانونی زیرحراست لیا گیا ہو، ایسی صورت میں کسی بھی شخص کی درخواست پر زیر حراست شخص کو بذریعہ حکم پیش کیے جانے کا حکم دے سکتی ہے تاکہ عدالت عالیہ ذاتی طور پر اطمینان کر سکے کہ زیرحراست شخص کو قانونی اختیار کے بغیر یا کسی غیر قانونی طریقے سے زیر حراست نہیں رکھا جا رہا ہے۔

(۴) کسی سرکاری عہدے پر فائز شخص کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ کسی قانونی اختیار کے تحت اس عہدے پر فائز ہونے کا دعویدار ہے۔

عدالت عالیہ کسی بھی بنیادی آئینی حقوق کے پامالی کی صورت میں اس کے نفاذ کا حکم دے سکتی ہے۔ اس کے نفاذ کیلئے کسی عدالت عالیہ سے رجوع کرنے کا حق محدود نہیں کیا جا سکتا۔

حبس بے جا (habeacs corpus) سے متعلق سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج کے اختیارات:

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۴۹۱ میں حالیہ ترمیم کے تحت ہر ضلع کی سطح پر سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج کو حبس بے جا کے معاملات میں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ

(۱)۔ اپنی علاقائی حدود میں کسی بھی شخص کو اپنی عدالت میں حاضر کرنے کا حکم صادر کر سکتی ہے تاکہ اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک کیا جائے۔

(۲)۔ اپنی علاقائی حدود کے اندر کسی بھی محبوس، حبس بے جا میں رکھے گئے

شخص کو چاہے کسی ذاتی حراست میں ہو یا سرکاری حراست میں ہو، کو پیش کیے جانے کا حکم صادر کر سکتی ہے تا کہ اس کو غیر قانونی نظر بندی سے رہا کیا جا سکے۔

آئینی درخواست (write petition) کن کے خلاف جاری ہو سکتی ہے:

(۱) متاثرہ فریق صرف ایسی صورت میں درخواست دے سکتا ہے جب کسی اور قانون کے تحت وہی دادرسی فوراً حاصل نہ کر سکتا ہو۔

(۲) آئینی درخواست سرکار یا اس کے اہل کار کے خلاف جاری ہو سکتی ہے۔

(۳) دستور کے تحت آئینی درخواست ایسا شخص یا اتھارٹی، صوبائی یا وفاقی حکومت کے زیر انتظام، سیاسی ہیت، وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا اس کے تحت کوئی مجاز ادارہ، کوئی عدالت، ٹریبونل کے خلاف جاری ہو سکتی ہے۔

(۴) کسی فرد واحد کی ذاتی حیثیت میں جاری نہیں ہو سکتی ہے۔

(۵) عدالت عظمیٰ، یا عدالت عالیہ یا وہ ٹریبونل جو فوج سے متعلق ہو ان کے خلاف رٹ جاری نہیں ہو سکتی۔

(۶) کسی بھی policy of prinicple کے تحت عدالت میں writ دائر نہیں ہو سکتی ہے۔

فریق کی جانب سے مندرجہ ذیل عدالتوں کو آئینی درخواست دی جا سکتی ہے:

متاثرہ فریق جہاں کا رہائشی ہو یا اگر وہ صوبے کے صدر مقام کا رہائشی ہو تو پرنسپل بینچ میں آئینی درخواست دائر کرے گا۔ جیسے عدالت عالیہ لاہور کی بینچ بہاولپور، ملتان اور راولپنڈی میں اجلاس کرتی ہے۔

عدالت عالیہ سندھ کی ایک بینچ کراچی کے علاوہ سکھر، حیدرآباد اور لاڑکانہ میں اجلاس کرتی ہے۔

عدالت عالیہ پشاور کی بینچ ایبٹ آباد اور ڈیرہ اسماعیل خان میں اجلاس

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

دی ہوتو ایسی صورت میں بھی درخواست اس عدالت اپیل کو پیش کی جائے گی عدالت عالیہ کونہیں ۔

اگر ایسی درخواست اپیل کی عدالت کے روبرو دائر کی گئی ہو تو عدالت اپیل کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس امر کے تعین کیلئے کہ آیا ڈگری، حکم، فیصلہ مبنی برفراڈ حاصل کیا گیا، اس معاملے کی نوعیت جانچنے کیلئے عدالت ابتدائی کو بھیج سکتی ہے۔

درخواست دائری کے ضروری لوازمات:

۱۔ ایسی درخواست میں فراڈ اور غلط بیانی کو تمام تر تفصیلات کے ساتھ بیان کرنا ضروری ہے۔

۲۔ اس دفعہ کے تحت مصالحت (compromise) پر کیے گئے فیصلوں کو بھی چیلنج کیا جا سکتا ہے، تاہم اس دفعہ کے تحت درخواست اس بناء پر نہیں دائر کی جا سکتی کہ ڈگری یا فیصلہ میں جو شہادت پیش کی گئی تھی وہ جھوٹی تھی۔

۳۔ چونکہ قانون معیاد مجریہ ۱۹۰۸ء (Limitation Act) میں کوئی واضح معیاد اس درخواست کے دائر کرنے کیلئے نہیں دی گئی اس لئے عمومی آرٹیکل ۱۸۱ کے تحت ایسی درخواست کی دائری کیلئے تین سال کی معیاد ہو گی۔ واضح رہے کہ اس معیاد کا آغاز فریق متاثرہ کے علم سے شروع ہو گا یعنی جب اس کے علم میں فراڈ کی بنیاد پر ڈگری یا عدالتی حکم کا حاصل کیا جانا آئے گا۔

قانونی لاچارگی (Legal Disability)

کسی بھی متاثرہ فریق کو اپنے حق کیلئے دعویٰ دائر کرنے یا درخواست دائر کرنے کا قانونی استحقاق حاصل ہے۔مگر اس استحقاق کو قانون معیاد مجریہ ۱۹۰۸ء (Limtation Act 1908) کے تحت پابند کیا گیا ہے جس کی بناء پر ایسا ہر متاثرہ فریق قانون معیار کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنا حق حاصل کرنے کیلئے عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔

تاہم بعض وجوہات کی بناء پر متاثرہ فریق کے کسی ذہنی معذوری میں مبتلا ہونے ،نابالغ ہونے یا فاتر العقل ہونے کی صورت میں ان کیلئے قانون معیاد کے تحت حسب ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں:

۱۔ جب ذہنی طور پر معذور شخص کی معذوری ختم ہو جائے یا وہ بالغ ہو جائے یا صحیح الدماغ ہو جائے تو وہ لاچارگی کے تحت دی گئی رعایت کا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اس کی معذوری، بیماری یا لاچارگی جتنا عرصہ پر محیط ہوگی اس عرصہ کے ختم ہونے کے بعد سے اس کیلئے دعویٰ دائری یا درخواست دائری کی معیاد شروع ہوگی جو اتنے عرصہ تک کیلئے ہوگی جتنے عرصہ تک کیلئے عام حالات میں قانون معیاد کے تحت ایسے مقدمات کیلئے مقرر شدہ ہوں۔قانون لاچارگی معذوری کے عرصہ تک محیط ہوتی ہے۔اس کے علاوہ ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۴۸ کی رو سے ایسی ڈگری ممنوع قرار دی گئی کیونکہ ایسی رعایت قانون لاچارگی کی صورت میں دی گئی ہے۔

۲۔ اگر ایسا شخص ایسے وقت میں جبکہ قانونی معیاد کا وقت شروع ہو چکا ہو اور اس وقت ایسی دو لاچارگیوں (disabilities) کا شکار ہو جائے یا اس کی ایک لاچارگی کے ختم ہونے کے بعد دوسری لاچارگی شروع ہو جائے تو ایسی صورت میں وہ درخواست یا دعویٰ دائری اس وقت کر سکتا ہے جب اس کی یہ دونوں قسم کی لاچارگیاں ختم ہو جائیں اور اس کیلئے قانون معیاد اس کی بیماری کے ٹھیک ہونے کے وقت سے شروع ہوگا۔

۳۔ اگر ایسی لاچارگی، بیماری یا معذوری اس شخص کی موت تک جاری ہو تو ایسی صورت میں اس کے قانونی ورثاء اس کے مقدمہ یا درخواست کو

اس کی وفات کے بعد دائر کر سکتے ہیں۔واضح رہے کہ ورثاء کے علاوہ یہ رعایت یا حق کسی اور کو منتقل نہیں کی جا سکتی۔

۴۔ اگر متوفی کا وارث قانونی لاچارگی کا شکار ہو جائے تو ایسی صورت میں ایسے وارث پر قانون لاچارگی کا اسی طرح اطلاق ہوگا جیسا کہ مدعی پر ہوتا اگر وہ زندہ ہوتا۔

جہاں بہت سے مدعی مل کر دعویٰ دائر کریں:

قانون معیاد کی دفعہ ۷ کے تحت جہاں بہت سے افراد بطور مدعی دعویٰ دائر کر سکتے ہوں اور ان میں سے کچھ افراد بطور مدعی معذور ہوں تو معذوری یا بیماری کے ختم ہونے کے بعد وہ دعویٰ دائر کر سکتے ہیں۔

استثنائی حالات:

واضح رہے کہ حق شفع کے دائری کیلئے دی گئی معیاد کیلئے مذکورہ قانون کی دفعہ ۶ اور ۷ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

فاتر العقل کی جانب سے قریب ترین رفیق یا خیر خواہ کو بطور ولی فریق مقدمہ بنایا جائے گا۔

جب کوئی شخص دوران مقدمہ ولی کے عہدہ سے برآں ہونا چاہتا ہو تو عدالت اپنے کسی عہدہ دار کو ولی مقرر کر سکتی ہے اور بطور ولی اس کی خدمات کا معاوضہ بھی اس کو ادا کیا جائے گا۔ ایسا شخص بطور ولی نابالغ اور فاتر العقل کا قائم مقام سمجھا جائے گا۔

نابالغ اور فاتر العقل مدعا علیہ کی جانب سے ولی کا تقرر:

اس بات کا یقین کر لینے کے بعد کہ مدعا علیہ نابالغ یا فاتر العقل ہے، عدالت کسی مناسب شخص کو دوران مقدمہ ولی مقرر کر سکتی ہے۔ مقرر شدہ ولی تحریری بیان حلفی دے گا جو کہ اس بات کی تصدیق کرے گا کہ اس کا مقدمے کے متنازعہ معاملات میں حق مخالف نابالغ نہ ہے۔ مقدمے میں دائر کردہ تمام عذرات کی سماعت کیلئے عدالت کا مقرر کردہ ولی، یا اگر ولی مقرر نہ ہو تو نابالغ فریق کا باپ یا حقیقی ولی (natural guardian)، اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ہو تو وہ شخص جس کی خبر گیری یا حفاظت میں نابالغ ہو، عدالت میں دوران مقدمہ پیش ہوگا۔ عدالت کی طرف سے مقرر کردہ ولی کی تقرری بذریعہ علحیدگی (termination) دست برداری ہوگی۔

واضح رہے کہ ولی مقدمے کی تمام کاروائیوں کے بشمول اپیل، نگرانی عدالت یا اجرائے ڈگری تک جاری رہے گا۔

عدالتی کاروائی کے دوران راضی نامہ (compromise) یا معائدہ:

کسی ولی یا خیر خواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ از خود سے، عدالتی کاروائی کے دوران راضی نامہ یا معائدہ کرائے ایسا کرنے کیلئے اس کو عدالت کی اجازت درکار ہوگی جس میں عدالت اسے اس بات کی اجازت دے سکتی ہے کہ وہ نابالغ یا فاتر العقل کی جانب سے بحیثیت ولی ایسا معائدہ یا راضی نامہ کرا سکتا ہے۔

جو معائدہ یا راضی نامہ عدالتی اجازت نامہ کے بغیر کرایا جائے وہ تمام فریقین مقدمہ کیلئے قابل فسخ (voidable) ہوگا۔

ولی کی برطرفی:

عدالت ایسی صورتوں میں ولی یا خیر خواہ کو برطرف کرسکتی ہے جب اس کا مفاد نابالغ کے مفاد سے متصادم ہو۔ جب ولی یا خیر خواہ کا تعلق مدعا علیہ سے ہو اور اس سے یہ توقع رکھی جا سکتی ہو کہ وہ نابالغ کے حقوق کا مناسب تحفظ نہیں کرسکتا۔

دوران مقدمہ ملک سے باہر رہائش پذیر ہو اور کچھ ایسی وجوہات ہوں جن کی بناء پر مدعی یا مدعا علیہ کی جانب سے اس کی برطرفی کی درخواست دائر کی جائے، یا کسی ایسے شخص کی درخواست پر جسے کسی مجاز اتھارٹی نے مقرر کیا ہو، عدالت اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اسے برطرف کرسکتی ہے، یا ولی کے فوت ہو جانے کی صورت میں ان تمام صورتوں میں عدالت کسی مناسب ولی کا انتظام کرسکتی ہے۔

کوئی ولی یا خیر خواہ دوران مقدمہ عدالت کی اجازت کے بغیر کوئی روپیہ یا منقولہ جائیداد نابالغ کی طرف سے وصول نہیں کرسکتا، چاہے ایسا حکم کسی مصالحت کے تحت عمل میں آیا ہو یا عدالتی ڈگری کے ذریعہ صادر ہوا ہو۔

لیکن اگر نابالغ اور فاترالعقل فرد کی جائیداد کا ولی کسی بھی مجاز اتھارٹی سے مقرر کیا گیا ہو تو عدالت اس بات کا اطمینان کرے گی کہ آیا یہ شخص اس جائیداد کی حفاظت اور تحفظ کرسکتا ہے اور اس سے اس بات کی ضمانت لی جائے گی۔

مدعی کے بالغ ہونے پر مقدمہ پر اثر:

اگر دوران مقدمہ کوئی نابالغ مدعی یا کوئی ایسا نابالغ شخص جو مقدمہ میں فریق ہو، سن بلوغت کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ اس مقدمہ کو نامناسب (unreasonable) سمجھے تو وہ عدالت سے استدعا کرسکتا ہے کہ اسے مدعی کے زمرے سے خارج کیا جائے عدالت اپنا اطمینان کر لینے

کے بعد اس کی درخواست کو منظور کر سکتی ہے جس کی اطلاع ولی اور مقدمہ کے دیگر فریقین کو دی جائے گی۔

دیوانی مقدمات میں حاضری سے مستثنیٰ افراد کا بیان

تمام دیوانی اور فوجداری قوانین اس بات کے متقاضی ہیں کہ دوران سماعت فریقین مقدمہ جو کہ عدالت کی مقامی حدود میں رہتے ہوں، اپنے مقدمات میں اصالتاً حاضر رہیں اور عدالت اس بات کو یقینی بنائے تاکہ مقدمات غیر ضروری التواء کا شکار نہ ہوں اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق ان کا جلد تصفیہ ممکن بنایا جا سکے۔

تاہم ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت کچھ ایسے استثنائی حالات کا ذکر کیا گیا ہے جس کے تحت بعض افراد بطور فریق مقدمہ یا بطور گواہ مقدمہ اصالتاً پیش نہیں ہو سکتے اور انہیں قانون کے تحت حاضری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً وہ پردہ نشین خواتین جو اپنی برادری، طبقہ یا قبیلہ کے رسم و رواج کے مطابق لوگوں میں نہیں جاتیں ایسے اشخاص جن کو صوبائی حکومت نے بلحاظ عہدہ عدالت میں حاضر ہونے سے مستثنیٰ قرار دیا ہو، ضعیف العمر افراد، بیمار یا معذور افراد، غیر ملک میں رہائش پذیر افراد

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

وغیرہ۔

ایسے تمام افراد کیلئے عدالت کمیشن مقرر کر سکتی ہے تاکہ ان افراد کی شہادت ریکارڈ کرائی جا سکے، تاہم ایسے کمیشن کا تقرر عدالت کے اطمینان کے بعد کیا جائے گا۔

مذکورہ استثنائی صورتوں کی تفصیل یوں ہے:

پردہ نشین خاتون کا بیان ریکارڈ کرنا:

زیر دفعہ ۱۳۲ ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی استثنائی صورتحال کے تحت ایسی پردہ نشین خاتون جو کہ قبیلہ یا خاندان کے دستور، اور رسم و رواج کے مطابق لوگوں میں نہیں آتی یا اس کو لوگوں کے سامنے آنے پر مجبور نہ کیا جا سکے، عدالت اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اسے اصالتاً حاضری سے مستثنٰی قرار دے گی اور ایسے فریق کی درخواست پر عدالت کمیشن مقرر کر سکے گی تاکہ اس کا بیان ریکارڈ کرایا جا سکے۔ تاہم فوجداری نوعیت کے مقدمات (criminal cases) میں مذکورہ صورتحال کے تحت رسم و رواج کی پابند خاتون بطور فریق یا بطور گواہ، کو حاضری سے مستثنٰی قرار نہیں دیا جائے گا۔

بلحاظ عہدہ مستثنٰی افراد کا بیان:

زیر دفعہ ۱۳۳ تمام صوبائی حکومتیں اس بات کی مجاز ہیں کہ وہ بذریعہ سرکاری گزٹ کچھ افراد کو بلحاظ عہدہ عدالتی حاضری سے مستثنٰی قرار دیں۔

ایسے مستثنٰی افراد کے نام اور ان کی سکونت صوبائی حکومتیں وقتاً فوقتاً ہائی کورٹ کو ارسال کرے گی اور ایک فہرست ہائی کورٹ کی ماتحت عدالتوں کو دی جائے گی۔

اگر کسی مستثنٰی فرد کا بیان لینا ہو تو عدالت اس کیلئے کمیشن مقرر کرے گی۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

سرکار / مملکت کے خلاف جرائم

سرکار / مملکت کے خلاف اندرونی یا بیرونی جنگ کرنا، یا ایسا اقدام کرنے والوں کی اعانت کرنا، سازش کرنا، اور ملک کے خلاف جنگ کی نیت سے ہتھیار اکٹھا کرنا قابل سزا جرائم ہیں۔ جنگ سے مراد کسی شخص یا اشخاص کی حکومت سے نافرمانی جس میں طاقت اور تشدد کا آزادانہ استعمال کیا جائے، جس میں تشدد کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ایسے تمام جرائم جو ملک کے خلاف کیے جائیں، تعزیراتی جرائم قرار دیے گئے ہیں۔ تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کے باب ۶ میں ایسے تمام جرائم بیان کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل یوں ہے۔

ملک کے خلاف جنگ کرنا یا اس کا اقدام کرنا یا اعانت کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۱ جو کہ حکومت پاکستان کے خلاف جنگ کرے یا ایسی جنگ کرنے کا اقدام کرے یا ایسی جنگ کرنے میں اعانت کرے تو اسے موت یا عمر قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

حکومت کے خلاف جنگ کرنے کی سازش کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۱۔الف جو کوئی ملک کے اندر یا ملک کے باہر ہو مذکورہ بالا دفعہ ۱۲۱ کے تحت یعنی حکومت کے خلاف جنگ کرنے کے قابل سزا جرم کے ارتکاب کیلئے سازش کرے، یا ملک کو اس کی حدود یا اس کے کسی حصہ کی حکمرانی سے محروم کرنے کیلئے سازش کرے، یا بذریعہ جبر مجرمانہ یا جبر مجرمانہ کی دھمکی سے وفاق یا صوبائی حکومت کی تخویف کیلئے سازش کرے، تو ایسا کرنے والے کو عمر قید یا دس تک قید اور جرمانہ کی سزا ہوگی۔

ملک کے خلاف جنگ کرنے کی نیت سے ہتھیار وغیرہ اکٹھا کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۲ جو کوئی ہتھیار، گولی یا بارود فراہم کرے اور کسی اور طرح سے جنگ کرنے کی تیاری کرے اس ارادہ سے کہ ملک کے خلاف جنگ یا جنگ کرنے پر تیار رہیں تو ایسا کرنے والے کو عمر قید یا دس سال تک قید اور

جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

ملک کے خلاف جنگ کرنے کے منصوبے کو اخفا کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۳ جس کے علم میں اس کے تحت ملک کے خلاف جنگ کرنے کا کوئی منصوبہ ہو اور وہ اس کو چھپائے اور وہ اس منصوبے کو اس نیت سے چھپائے کہ اس سے ملک کے خلاف جنگ کرنے میں سہولت پیدا ہو تو اس کو دس سال تک قید اور جرمانہ کی سزا ہوگی۔

مملکت کے وجود کو ملامت اور اس کی حاکمیت کے خاتمہ کی حمایت کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۳۔الف تعزیرات پاکستان اس دفعہ کا مقصد پاکستان کے وجود، اس کی سالمیت اور حاکمیت کا تحفظ ہے۔مذکورہ دفعہ کے تحت جو کوئی خواہ اندرون ملک ہو یا بیرون ملک ہو کسی شخص کو یا عوام کے کسی طبقے کو یا ساری عوام پر اثر انداز ہونے کی نیت سے یا یہ جانتے ہوئے کہ وہ اثر انداز ہوگا، کی حفاظت یا نظریہ یا ملکی سرحدوں کے اندر واقع علاقوں میں سے کسی کی نسبت ملکی سالمیت کو خطرہ میں ڈالنے کیلئے زبانی یا تحریری الفاظ سے یا بذریعہ اشارات یا نظر آنے والے اظہار سے، ملک کو برا بھلا کہے یا ہندوستان کی تقسیم کی بنیاد پر ملک کے وجود میں آنے کی ملامت کرے یا اس کی سرحدوں کے اندر واقع کسی علاقے کی نسبت چاہے وہ ہمسایہ ریاستوں کے الحاق سے یا بصورت دیگر شامل ہوئے ہوں، پاکستان کی حاکمیت کے کم کیے جانے یا ختم کیے جانے کی حمایت کرے، تو ایسا کرنے والے کو دس سال تک قید سخت اور جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے اور ایسے شخص کی نقل و حرکت، میل جول، خط و کتابت اور اس کی مصروفیات کے بارے میں بھی چھان بین کی جائے گی۔

سرکاری عمارات وغیرہ سے قومی پرچم بالا اختیار اتارنا یا اس کی بے حرمتی کرنا:

۱۲۳۔ب کے تحت جوکوئی جان بوجھ کر پاکستانی پرچم کی بے حرمتی کرے گا یا بلا اختیار اسے حکومت کی کسی عمارت، علاقہ، گاڑی یا دیگر جائیداد سے اتارے گا اسے دونوں قسموں میں کسی قسم کی سزائے قید دی جائے گی جو ۳ سال تک ہوسکتی ہے یا سزائے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

کسی ایسی ایشیائی سلطنت سے جنگ کرنا جو پاکستان کی اتحادی ہو:

زیر دفعہ ۱۲۵ تعزیرات پاکستان جوکوئی کسی ایشیائی سلطنت کی حکومت سے جن کے ساتھ پاکستان کا اتحاد ہے، جنگ کرے یا ایسی جنگ کرنے کا اقدام کرے یا جنگ کرنے میں مدد کرے، ایسا کرنے والے کو عمر قید اور جرمانہ یا ۷ سال تک قید کی سزا ہوسکتی ہے۔

پاکستان کے کسی اتحادی ملک کے علاقہ میں غارتگری کرنا:

جوکوئی کسی ایسے ملک کے علاقہ میں غارت گری کرے یا غارت گری کے ارتکاب کی تیاری کرے، جوکہ پاکستان کا اتحادی ہوتو اسے ۷ سال تک قید کی سزا اور جرمانہ کی سزا ہوسکتی ہے اور اس کے مال واسباب کی ضبطی بھی ہوگی۔ جو غارت گری میں استعمال ہوا یا جس کا استعمال مقصود تھا، یا جوکہ اس غارت گری کے ذریعہ حاصل کیا گیا تھا۔

غارت گری سے حاصل کردہ مال وصول کرنا:

زیر دفعہ ۱۲۷ جوکوئی پاکستان کے اتحادی ملکوں کے خلاف کسی جرم زیر دفعہ ۱۲۵، ۱۲۶ کے تحت مال و اسباب حاصل کرتے ہیں اور پھر اس جائیداد کو پاکستان میں فروخت کر دیتے ہیں یا دوسروں کو منتقل کر دیتے ہیں، ایسے مال کو جانتے بوجھتے حاصل کرنے والے کو سزائے قید، جرمانہ

اور حاصل کردہ مال کی ضبطی کی سزا دی جائے گی۔

سرکاری ملازم کا مملکت کے کسی قیدی یا جنگی قیدی کو دانستہ طور پر فرار ہونے دینا:

اس کا مقصد اہم قیدیوں کو فرار ہونے میں مدد کرنے کی حوصلہ شکنی ہے۔ زیر دفعہ ۱۲۸ جو کوئی سرکاری ملازم ہوتے ہوئے اور جس کی حراست میں کوئی مملکت کا قیدی یا جنگی قیدی ہو، اس قیدی کو کسی جگہ سے جہاں وہ قید رکھا گیا ہو بالا ارادہ بھاگ جانے دے تو ایسا کرنے والے کو عمر قید یا ۱۰ سال تک قید کی سزا ہوسکتی ہے اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

واضح رہے کہ مملکت کے قیدی وہ ہیں جن کو حکومت نے مملکت کی بقاء اور سلامتی کی خاطر قید میں رکھا ہوتا ہے۔ جنگی قیدی وہ ہیں جو کہ اعلانیہ جنگ کے دوران لڑتا ہوا گرفتار ہو، ایسے قیدی کو زندہ گرفتار کر کے قید میں رکھا جاتا ہے۔

ایسے قیدی کو غفلت سے جانے دینا:

ایسے قیدی جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے، کو کوئی شخص سرکاری ملازم ہوتے ہوئے اور جس کی تحویل میں کوئی مملکت کا قیدی یا جنگی قیدی ہو، غفلت سے اس قیدی کو حراست والی جگہ سے بھاگ جانے دیں تو اس کو ۳ سال تک کی قید اور جرمانے کی سزا ہوسکتی ہیں۔

جرائم برخلاف مملکت کے بارے میں استغاثہ:

چونکہ ایسے جرائم کا تعلق سرکار سے ہے اس لئے زیر دفعہ ۱۹۶ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء سرکار کی جانب سے اجازت کے بغیر ایسے جرائم کے خلاف استغاثہ دائر نہ ہوسکتا ہے۔

یہ جرائم نا قابل دست اندازی پولیس، نا قابل ضمانت، نا قابل راضی نامہ اور قابل سماعت عدالت سیشن ہیں۔

دستاویزی شہادت پیش کرنا

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء مقدمات میں دستاویزی شہادت کے بارے میں اس بات کی متقاضی ہے کہ فریقین مقدمہ یا ان کے وکلاء ایسی تمام دستاویزات جن پر مقدمہ کا انحصار ہو اور وہ فریقین کے قبضہ میں ہوں، مقدمہ کے ساتھ ان کا اندراج کریں اور ایسی تمام دستاویزات کی ایک فہرست مقدمہ کے ساتھ پیش کریں۔ ان دستاویزات کا بروقت پیش کرنا مقدمات میں انصاف کے حصول کو ممکن بناتا ہے۔

دستاویزی شہادت بوقت ساعت اول پیش کرنا:

ضابطہ دیوانی کا آرڈر ۱۳ قاعدہ ۱ کا اطلاق ان تمام دستاویزات پر ہوگا جو کہ پہلی ساعت میں پیش کرنا ضروری ہوں گے اور جن پر مقدمہ کا انحصار ہوگا اور ایسی دستاویزات جن کو پیش کرنے کا عدالت نے حکم صادر کیا ہو عدالت ان دستاویزات کو اس کے ساتھ منسلک فہرست کے ساتھ وصول کرے گی۔ فریقین ایسی پیش کردہ دستاویزات کی تصدیق یا تردید کرنے کے مجاز ہوں گے۔

دستاویزات پیش نہ کرنے کا اثر:

قاعدہ نمبر ۲ کے تحت دستاویزی ثبوت جو کسی فریق کے قبضہ میں ہو اور جس کو پیش کرنا ضروری تھا مگر جو پیش نہ کیا گیا، مقدمہ کی آئندہ کاروائی میں اس وقت تک پیش نہ ہو سکے گا جب تک کہ اس کے پیش نہ کرنے کی وجہ سے عدالت کو مطمئن نہ کیا جائے۔

غیر متعلقہ شہادت دائر کرانا:

قاعدہ نمبر ۳ کے تحت دستاویزی شہادت یا تو عرضی دعویٰ یا جواب دعویٰ کے ساتھ بالترتیب دائر کیے جا سکتے ہیں، یا دعویٰ کی پہلی ساعت پر پیش کیے جا سکتے ہیں یا اس کے علاوہ کچھ دستاویزی شہادتیں آرڈر ۱۳ اور رول

قاعدہ ۲ کے تحت دائر کیے جا سکتے ہیں۔ ایسی تمام دستاویزات سے متعلق عدالت مقدمہ کے کسی بھی مرحلہ پر کسی ایسی دستاویز کو مسترد کر سکتی ہے جو کہ عدالت کی نظر میں مقدمہ کیلئے غیر ضروری ہو یا بصورت دیگر قابل ادخال نہ ہو ایسا کرتے ہوئے عدالت اس کی وجہ نا قابل ادخال سے فریقین کو آگاہ کرے گی۔

دستاویزی شہادت پر درج کوائف:

مذکورہ آرڈر کے قاعدہ نمبر ۴ کے تحت عدالت میں دستاویزی شہادت دائر کرنے کیلئے ان تمام دستاویزات پر مندرجہ ذیل کوائف درج کرنے ضروری ہیں۔

۱۔ مقدمہ کا نمبر اور فریقین کے نام وغیرہ،

۲۔ دستاویزات دائر کرنے والے فریقین کا نام،

۳۔ دائر یا پیش کرنے کی تاریخ،

۴۔ دستاویزات کے منظور ہونے کی وجہ، اور

۵۔ کسی ایسی دستاویز جو کہ سرکاری، یا کھاتہ یا دیگر حساب کے بارے میں ہو تو اس کی ایک نقل لف کی جائے گی۔

دستاویزی شہادت

۱۔ اگر کوئی دستاویز بطور ثبوت شہادت پیش کی جاتی ہے اور اس میں اندراج کسی ڈاک بُک یا کھاتہ یا دیگر روزمرہ حساب کا ہو اور وہ رجسٹرڈ میں ہو تو وہ فریق ایسی دستاویز کی نقل کا اندراج کرے گا۔

۲۔ اگر کسی ایسی دستاویز کو پیش کرنا مقصود ہو جس پر کسی سرکاری ریکارڈ کا اندراج ہو اور جو سرکاری دفتر سے بذریعہ سرکاری عہدے دار کے پیش کی جائے یا کسی کھاتہ یا حساب کا اندراج ہو، جو ایسے شخص کی ہو جو کہ فریق پیش کنندہ نہ ہو تو عدالت مذکورہ نقل کے پیش کرنے کی نسبت مندرجہ ذیل احکام صادر کرے گی۔

اگر ایسی کوئی بھی دستاویز کسی فریق کی جانب سے پیش ہو تو وہ فریق اسے پیش کرے گا،

اگر ایسا ریکارڈ خود (own motion) حکم عدالت سے پیش ہونا ہو تو کوئی بھی فریق پیش کر سکتا ہے،

ایسی تمام دستاویزات جو کہ عدالت میں پیش کی جائیں گی، ان کا اصل کے ساتھ موازنہ کیا جائے گا،

ایسی دستایزات جو کہ ناقابل ادخال ہوں اس پر عدالت نامنظور شدہ لکھ کر بمعہ وجہ نامنظوری فریق کو واپس کر دے گی۔ جبکہ منظور شدہ دستاویزات یا ان کی نقل مقدمہ کے ریکارڈ کا حصہ ہوں گی۔

عدالت کسی بھی دستاویز کو جو مقدمہ کے دوران پیش کی گئی ہو کو ضبط کر کے عدالتی عہدہ دار کی تحویل میں مقررہ شرائط اور مدت کیلئے رکھ سکتی ہے۔

دستاویزات کو واپس کرنا:

کوئی بھی دستاویز جو کہ مقدمہ کے ساتھ داخل کی گئی ہو اور اس کا فریق اسے واپس لینا چاہتا ہو تو مندرجہ ذیل صورتوں میں وہ اسے واپس لینے کا مستحق ہوگا۔ مگر اس صورت میں ضبط کی گئی دستاویز وہ واپس نہیں لے سکتا۔

۱۔ اگر مقدمہ کا تصفیہ ہو چکا ہو،

۲۔ اگر فریق مقدمہ اپیل میں جائیں تو اپیل کا تصفیہ ہو جانے کے بعد،

اگر دوران مقدمہ اصل کاغذات جمع کرائے ہیں اور ان کی اصل واپس لینا چاہتے ہیں تو درخواست گذار دیگر عدالتی اہلکار کو اصل دستاویزات کی نقل فراہم کرے گا اور بوقت ضرورت اصل دستاویزات کے، اسے پیش کرنے کا اقرار کرے گا۔

مگر بے کار (useless) اور باطل (void) دستاویزات واپس نہ کی جائیں گی۔

عدالت کسی دوسرے مقدمہ کی مسل کو اپنے یا کسی دوسری عدالت سے طلب کر سکتی ہے۔

ضابطہ ۱۰ کے تحت عدالت اپنی صوابدید یا فریقین میں کسی کی درخواست پر مقدمہ یا کاروائی کی مسل کو اپنے یا کسی اور عدالت سے طلب

کر کے اس کا معائنہ کر سکتی ہے۔

کاروائی کی مسل کیلئے درخواست دینی ہوگی کہ ایسا کرنا مقدمہ کی کاروائی اور اغراض انصاف کیلئے ضروری ہے۔

معاشرہ / دستور کے خلاف بغاوت اور غداری کی سزا

معاشرے کے خلاف بغاوت ایک جرم ہے بغاوت میں ایسے تمام الفاظ، تحریر، فعل وغیرہ شامل ہیں جس سے کہ حکومت کے امن میں خلل ڈالنا شامل مقصود ہو۔ مثلاً چند شر پسند عناصر ناسمجھ لوگوں کے ذریعہ حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کریں یا لوگوں میں بے چینی اور بد دلی پھیلائیں۔ مرکزی یا صوبائی آئینی حکومت کے خلاف نفرت، نظم و نسق، انصاف رسانی کے نظام کو مفلوج کرنا، بغاوت، بے اطمینانی، باہمی جنگ و جدل اور حکومت کے ساتھ فساد برپا کرنا بغاوت کے زمرے میں آتے ہیں۔

دفعہ ۱۲۴۔ الف تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کے تحت جو کوئی الفاظ خواہ زبانی یا تحریری یا اشاروں سے یا نقل محسوس العین سے یا بصورت دیگر مرکزی یا صوبائی حکومت جو آئینی طور پر قائم ہوں، کے خلاف نفرت یا حقارت پیدا کرے یا پیدا کرنے کا اقدام کرے یا ان کی نسبت بدخواہی پیدا کرے یا پیدا کرنے کا اقدام کرے تو اسے عمر قید اور جرمانہ کی سزا دی

جائے گی یا تین سال قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ جبکہ ایسا جرم ناقابل راضی نامہ، اور ناقابل ضمانت ہے۔

قانون کی اس دفعہ کے تحت چند وضاحتیں دی گئی ہیں جن کے تحت:

۱۔ بدخواہی سے کیے گئے تبصرہ میں اطاعت سے انحراف اور جملہ خیالات دشمنی شامل ہیں؛

۲۔ ایسا نیک نیتی سے کیا گیا تبصرہ جس کا مقصد حکومت کے نظم ونسق میں اچھائی اور اصلاح اجاگر کرنا ہو، اور اس سے حکومت کے ساتھ تصادم کا خطرہ نہ ہو، اور اس نظریہ سے کیے جائیں کہ ان کی تبدیلی آئینی طریقوں سے حاصل کی جائے۔ مذکورہ دفعہ کے تحت قابل سزا جرم نہ ہے۔

۳۔ ایسا تبصرہ جو کہ حکومت کے امور اور اس کی انتظامیہ کے بارے میں کیا گیا ہو مگر اس کا مقصد نفرت یا حقارت پیدا کرنا نہ ہو، مذکورہ دفعہ کے تحت جرم نہ ہے۔

استغاثہ دائر کرنا:

واضح رہے کہ یہ حکومت کے خلاف جرم ہے لہذا مقدمہ دائر کرنے کیلئے ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۹۶ کے تحت حکومت کی اجازت حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ قابل سماعت عدالت سیشن یا سپیشل مجسٹریٹ ہے۔

سنگین غداری:

دستور پاکستان مجریہ ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۶ کے تحت، کوئی شخص جو دستور تنسیخ کرے، یا تنسیخ کرنے کی کوشش، یا سازش کرے، طاقت کے استعمال یا کسی دوسرے غیر قانونی طریقے سے دستور کو تخریب (subvert) یا تخریب کرنے کی سعی یا سازش کرے تو ایسا کرنے والا شخص سنگین غداری کا مجرم ہوگا۔ اس فعل میں مدد یا معاونت کرنے والا شخص بھی اسی طرح سنگین غداری کا مجرم ہوگا۔

سنگین غداری (سزا) ایکٹ مجریہ ۱۹۷۳ء کے تحت اس جرم کی سزا

پھانسی یا عمر قید ہے اس قانون کی دفعہ ۲ کے تحت وفاقی حکومت کے مجاز شخص کی تحریری درخواست پر استغاثہ دائر ہوگا۔

فوجداری مقدمات کا انتقال

از روئے قانون فوجداری مقدمات ان مجاز فوجداری عدالتوں میں دائر ہوتے ہیں جنکے حدود اختیار سماعت میں جرم سرزد ہوا ہو۔ تاہم بعض صورتوں میں حصول انصاف یا کسی فریق کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے یا فریقین یا گواہان کی سہولت کیلئے عدالت عالیہ (High Court) اور اسی طرح صوبائی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مطلوبہ شرائط پوری ہونے کی صورت میں کوئی فوجداری مقدمہ کسی اور عدالت کو منتقل کرنے کے احکامات صادر کرے۔

عدالت عالیہ کا اختیار منتقلی:

جب کوئی شخص کسی فوجداری عدالت سے اپنا مقدمہ تبدیل کرانا چاہتا ہوتو وہ اس عدالت میں درخواست دائر کرے گا کہ وہ مقدمہ تبدیل

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

کروانا چاہتا ہے۔ اسکے بعد عدالت عالیہ میں درخواست مع بیان حلفی اور منتقلی مقدمہ کی وجوہات دے گا۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۲۶ کی رو سے عدالت عالیہ حسب ذیل صورتوں میں کوئی فوجداری مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل کرسکتی ہے یا خود اسکی سماعت کرسکتی ہے۔

(۱) جب اس کو باور کرایا جائے کہ

(اے) کسی ماتحت فوجداری عدالت میں اسکی صحیح اور غیر جانبدارانہ طریقے سے تحقیقات یا سماعت نہیں ہوسکتی یا؛

(بی) قانون سے متعلقہ کوئی غیر معمولی معاملہ پیدا ہونے کا امکان ہے یا؛

(سی) جہاں پر یا جس جگہ کے قریب کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہو، اسکی بابت تسلی بخش تحقیقات یا سماعت کیلئے یا اس جگہ کے معائنے کیلئے ایسا درکار ہو یا؛

(ڈی) دفعہ ہذا کے تحت کوئی حکم فریقین یا گواہوں کی عمومی سہولت کا باعث ہو یا؛

(ای) ایسا حکم انصاف کے تقاضوں کیلئے ضروری ہو یا ضابطہ فوجداری کی کسی قانونی شق کا تقاضا ہو تو وہ حکم دے سکتی ہے کہ؛

(i) کسی جرم کی تحقیقات یا سماعت کوئی ایسی عدالت کرے جس کو دفعات ۱۷۷ تا ۱۸۴ ضابطہ فوجداری کے تحت اختیارات حاصل نہ ہوں لیکن بصورت دیگر ایسے جرم کی تحقیقات اور سماعت کرنے کی اہل ہو۔

(ii) کوئی خاص مقدمہ یا اپیل وغیرہ کو کسی ماتحت فوجداری عدالت سے کسی دیگر مساوی یا اعلیٰ اختیارات کی حامل عدالت کو منتقل کی جائے۔

(iii) کوئی خاص مقدمہ یا اپیل برائے سماعت اس کے پاس منتقل کی جائے۔

(iv) کوئی ملزم شخص اسکے روبرو یا کسی عدالت سیشن میں سماعت کیلئے بھیجا جائے

(۲) اگر عدالت عالیہ کسی عدالت سے کوئی مقدمہ سماعت کیلئے اپنے

پاس منتقل کرلے تو وہ اسکی سماعت کیلئے عدالت عالیہ وہی طریقہ کار عمل میں لائے گی جو مقدمہ منتقل نہ ہونے کی صورت میں ماتحت عدالت عمل میں لاتی۔

(۳) عدالت عالیہ کسی ماتحت عدالت کی رپورٹ پر یا کسی متعلقہ فریق کی درخواست پر یا از خود کاروائی عمل میں لاسکتی ہے۔

(۴) اس دفعہ کے تحت حاصل اختیارات کو عمل میں لانے کیلئے دی گئی ہر ایسی درخواست بذریعہ تحریک (by motion) دی جائے گی جسکی تائید سوائے اسکے کہ درخواست دہندہ ایڈووکیٹ جنرل ہو، بیان حلفی یا اقرار صالح سے کی جائے گی۔

(۵) دفعہ ھذا کے تحت درخواست دینے والے ملزم کو عدالت عالیہ یہ ہدایت کرنے کی مجاز ہوگی کہ وہ ایک مچلکہ مع یا بلا ضامنان اس شرائط کا داخل کرے کہ اگر اسے حکم دیا جائے تو وہ اتنی رقم ادا کرے گا جو کہ عدالت زیر دفعہ ھذا معاوضہ کے طور پر اس شخص کو ادا کرے جو درخواست کی مخالفت کر رہا ہو۔

(۶) ایسی درخواست دینے والا ہر ملزم شخص سرکاری وکیل کو درخواست کے متعلق مع ان موجبات کے جن پر یہ دی گئی ہو، تحریری نوٹس دے گا اور درخواست کے استحقاق کے متعلق اس وقت تک کوئی حکم نہ دیا جائے گا جب تک کہ ایسے نوٹس دینے اور درخواست کی سماعت کے درمیان کم از کم ۲۴ گھنٹے نہ گذرے ہوں۔

(۶-اے) دفعہ ھذا کے تحت تفویض شدہ اختیار کو روبہ عمل لانے سے متعلق درخواست خارج کرنے کی صورت میں اگر عدالت عالیہ کی رائے ہو کہ درخواست فضول اور ایذا رساں تھی تو وہ درخواست گذار کو حکم دے سکتی ہے کہ معاوضہ کے طور پر اس شخص کو جس نے درخواست کی مخالفت کی اتنی رقم جو وہ حالات مقدمہ میں مناسب سمجھے، ادا کرے تاہم ایسی رقم پانچ سو روپے سے زائد نہیں ہوگی۔

(۷) باب ۸ کے تحت کسی تحقیقات یا مقدمہ کی سماعت کے دوران اگر کوئی فریق کسی مرحلے پر عدالت کو مطلع کردے کہ وہ دفعہ ھذا کے تحت درخواست دینا چاہتا ہے تو یہ امر اس بات کا متقاضی نہیں ہوگا کہ عدالت

مقدمے کو ملتوی کر دے البتہ عدالت اپنا آخری فیصلہ یا حکم اس وقت تک نہیں سنائے گی جب تک کہ عدالت عالیہ سے اس درخواست کا آخری فیصلہ نہ ہو جائے اور اگر عدالت عالیہ اس درخواست کو منظور کر لے تو وہ کاروائیاں جو عدالت ماتحت نے اطلاع ملنے کے بعد کی تھیں ملزم کی مرضی کے مطابق از سر نو کی جائیں گی۔

(۸) قبل اس کے کہ کسی اپیل کو سماعت کیلئے منظور کرنے کی بحث (اگر کوئی ہو) شروع ہو یا سماعت کیلئے منظور شدہ کسی اپیل کی صورت میں قبل اسکے کہ درخواست گذار کی طرف سے بحث شروع ہو، اگر کوئی فریق عدالت کو مطلع کرے کہ وہ دفعہ ھذا کے تحت درخواست دینا چاہتا ہے تو اس فریق کی طرف سے ایسا مطلوب ہونے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے کا مچلکہ بلا ضامنان جمع کیے جانے پر، کہ وہ ایسی درخواست معقول مدت کے اندر دائر کرے گا جسکا یقین عدالت کرے گی، عدالت اس اپیل کو اتنی مدت کیلئے ملتوی کرے گی جو درخواست دائر کرنے اور اس پر حکم حاصل کرنے کیلئے کافی مہلت فراہم کرے۔

صوبائی حکومت کا کسی مقدمہ یا اپیل کو منتقل کرنے کا اختیار:

دفعہ ۵۲۷ کی رو سے صوبائی حکومت مجاز ہے کہ سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے کسی خاص مقدمہ یا اپیل کو ایک ہائی کورٹ سے کسی دیگر ہائی کورٹ کو یا ایک ہائی کورٹ کے ماتحت کسی فوجداری عدالت سے کسی دیگر ہائی کورٹ کے ماتحت مساوی یا اعلیٰ اختیارات کی حامل کسی دیگر فوجداری عدالت میں منتقل کرنے کی ہدایت کرے جب بھی وہ یہ سمجھے کہ ایسی منتقلی انصاف کے تقاضوں کیلئے ضروری ہے یا فریقین مقدمہ یا گواہان کی عمومی سہولت کا موجب ہے۔ تاہم شرط یہ ہے کہ کوئی مقدمہ یا اپیل کسی ہائی کورٹ کو یا کسی دیگر صوبہ میں کسی دیگر عدالت کو اس صوبے کی حکومت کی رضامندی کے بغیر منتقل نہیں کی جائے گی۔

وہ عدالت جس میں ایسا مقدمہ یا اپیل منتقل کی جائے اسکو اسطرح نمٹائے گی گویا وہ ایسی عدالت میں ابتدائی طور پر دائر یا پیش کی گئی ہو۔

اصول امر مانع law of estoppel

قانونی تنازعات میں جہاں انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا ہوتا ہے وہاں غیر ضروری مقدمات کی روک تھام بھی مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قانون نے امر مانع کا اصول وضع کیا ہے جس پر قیاس قانونی پیدا ہوتا ہے جس کا مقصد لوگوں کو اپنے ایسے بیانات کی نیک نیتی اور صداقت کا قانوناً پابند کرانا ہے جن پر دوسرے شخص نے عمل کیا ہو، مثلاً ایسے واقعات جو ایک مرتبہ اہمیت کے ساتھ بیان کیے گئے ہوں بعد میں بیان کنندہ ان سے انکار نہ کر سکے۔

اصول امر مانع بنیادی طور پر قانون شہادت کا اصول ہے اور اسے شہادت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ قانون شہادت مجریہ ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۱۱۴ کے تحت اس اصول کی وضاحت کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بیان سے، عمل سے، صریحی یا معنوی طور پر تسلیم یا قبول کرنے سے یا دیگر کسی فعل یا ترک فعل سے عمداً کسی اور شخص کو یہ باور کرانے یا باور کرنے دے کہ کوئی کہی ہوئی بات صحیح ہے اور اس یقین پر عمل بھی کرنے دیا ہو تو ایسے شخص یا اس کے قانونی قائم مقام کو اس بات کی اجازت نہ ہوگی کہ وہ کسی مقدمہ یا کاروائی میں جو اس کے قانونی قائم مقام اور اس شخص کے مابین ہو، اپنی جوابدہی میں اس بات کی صداقت سے انکار نہ کر سکیں۔

مثلاً ایک شخص کا باپ زندہ ہے اور وہ اپنے باپ کی جائیداد میں سے اپنے حصے کی جائیداد کسی دوسرے شخص پر فروخت کر دیتا ہے بعد میں باپ کی وفات کے بعد وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ جائیداد مجھے واپس کی جائے کیونکہ یہ میرے باپ کی طرف سے میرا حصہ ہے۔

قانون شہادت کے تحت اصول امر مانع تحریری (written) دستاویز (documentary) یا زبانی ہوتا ہے۔ اصول امر مانع کا اطلاق صرف دیوانی نوعیت (civil matters) کے مقدمات پہ لاگو ہوگا۔ جبکہ فوجداری نوعیت (criminal matters) کے مقدمات پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔

امر مانع کی تکمیل کیلئے اصول:

۱۔ امر مانع کسی اعلان، عمل یا ترک فعل کی بناء پر ہو،

۲۔ ایسی عرضداشت کسی موجودہ واقعہ سے متعلق ہو، اور اس نیت کے ساتھ ہو کہ اس پر یقین ہو اور عمل درآمد کیا جائے،

۳۔ ایسے شخص کو اس عرضداشت کی سچائی پر یقین ہو،

۴۔ جو بات باور کرائی گئی ہو وہ واضح اور صاف ہونی چاہیے، اس بات یا عمل کا فوری طور پر نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہو۔

۵۔ یقین کرنے والے شخص کو اگر اصل حقیقت کا علم ہو تو وہ اصول امر مانع کا فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔

۶۔ امر مانع باہمی اور دوطرفہ ہونا چاہیے، دونوں فریقوں پر قابل پابندی ہے،

۷۔ یہ اصول صرف مخالف فریق یا شریک کے خلاف موثر ہوتا ہے۔ دیگر اشخاص اس پابند نہیں ہوتے،

۸۔ متضاد امر مانع ایک دوسرے کو بے اثر کر دیتے ہیں، اور

۹۔ کسی قانون کے خلاف امر مانع مخالف موثر نہ ہوگا۔

حکومتی مقدمات

حکومت کے خلاف دعویٰ دائر ی کا طریقہ کار عام دعویٰ دائر ی سے مختلف ہوتا ہے۔جس کی وضاحت ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۷۹، ۸۰ اور ۸۱ میں کی گئی ہے۔مذکورہ قانون کی دفعہ ۷۹ کے تحت ایسے مقدمات جواز طرف یا بنام سرکار ہوں،وہ افسر مجاز جو بطور مدعی یا مدعا علیہ ہوگا اس طرح ہوگا۔

۱۔ وفاقی حکومت کی طرف سے یا برخلاف وفاقی حکومت کی صورت میں،وفاقی حکومت

۲۔ صوبائی حکومت کی جانب سے یا برخلاف صوبائی حکومت کی صورت میں،صوبائی حکومت

ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۸۰ کے مطابق حکومتی مقدمات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ مقدمہ جو حکومت کے خلاف کیا جائے۔

۲۔ مقدمات جو سرکاری / پبلک افسر کے خلاف اس کار منصبی کے بارے میں کیے جائیں جو اس نے بطور ایک سرکاری افسر کے اپنی سرکاری حیثیت میں سرانجام دیئے ہوں۔ایسے مقدمات کی دائر ی سے قبل نوٹس کی تعمیل لازمی ہے۔اس سلسلہ میں نوٹس مندرجہ ذیل نمائندہ کو ارسال کیے جائیں گے۔

۱۔ وفاقی حکومت کے خلاف مقدمہ کی صورت میں اس حکومت کے سیکریٹری کے نام،

۲۔ صوبائی حکومت کے خلاف کسی مقدمہ کی صورت میں ماسوائے اس کے جو ریلوے کے معاملات سے متعلق ہوں، اس حکومت کے سیکریٹری یا اس ضلع کے کلکٹر کے نام اور مینیجر کے نام۔

سرکاری افسران کے خلاف نوٹس:

حکومت کے سیکریٹری کو نوٹس دینے کا مقصد یہ ہے کہ معاملہ حکومت کے اعلیٰ عہدے داروں کے علم میں لایا جائے۔

سرکاری افسران کے خلاف دعوؤں میں اس صورت میں نوٹس دیا جانا ضروری ہے جب:

۱۔ دعویٰ سرکاری افسر کی طرف سے کسی کارکردگی کے بارے میں کیا گیا ہو،

۲۔ سرکاری افسر نے ایسی کارکردگی اپنی سرکاری حیثیت میں دی ہو۔

سرکاری ملازم کی صورت میں نوٹس میں مدعی کا نام، بنائے دعویٰ، سکونت کی تفصیل اور دیگر تفصیل درج کرنا لازمی ہوگا۔ اس کے کام کرنے کی جگہ پر ارسال کیا جائے گا۔

ذاتی حاضری اور گرفتاری سے استثناء:

کوئی بھی سرکاری افسر جن امور کو سرکاری حیثیت میں سرانجام دیتا ہو اس کو سرکاری امور کہا جائے گا۔ اس میں ایسے تمام فعل شامل ہیں جن کو اس نے اپنے اختیار منصبی سے انجام دیئے ہوں۔ ایسے افعال کی نوعیت کے لحاظ سے اگر اس کے خلاف سرکاری نوعیت کی کاروائی ہو رہی ہو تو دفعہ ۸۱ کی رو سے اس کاروائی کے دوران سرکاری افسر کو نہ تو گرفتار کیا جائے گا نہ ہی اس کی جائیداد قرقی کی جائے گی اور اصالتاً عدالتی حاضری سے بھی مستثنیٰ ہوگا۔ ایسی صورت میں عدالت کو مطمئن کرنا ہوگا کہ مدعا علیہ (سرکاری ملازم) بلاحرج کار سرکار اپنے عہدہ سے غیر حاضر نہیں رہ سکتا۔

اجرائے ڈگری:

دفعہ ۸۲ کی رو سے جب ڈگری کسی سرکاری عہدہ دار کے خلاف کسی ایسے فعل سے متعلق جاری ہو جائے جو اس نے اپنے اختیار منصبی سے کیا ہو یا حکومت کے خلاف اس کے کسی فعل کی بابت ہو تو ڈگری میں اس معیاد کا تعین درج ہوگا۔ جس دوران اس پر عمل درآمد مقصود ہو اگر مقررہ مدت کے اندر اس پر عمل درآمد نہ ہو تو عدالت مقدمہ سے متعلق مزید احکامات لکھ کر اسے صوبائی حکومت کو پیش کرسکتی ہے اور اس کی معیاد تین ماہ تک ہوسکتی ہے۔

قانون شراکت مجریہ ۱۹۳۲ء کے تحت فرم کی رجسٹریشن کا طریقہ کار

جب دو یا دو سے زائد اشخاص آپس میں شراکتی تعلق میں داخل ہو جائیں تو وہ اجتماعی طور پر فرم کہلائیں گے۔

وضاحت:۔

شراکت سے مراد دو یا دو سے زائد افراد کے درمیان ایسا کاروباری تعلق ہے جس کے تحت شراکت دار شراکتی کاروبار کا نفع وصول کرنے پر متفق ہوتے ہیں اور کاروبار شراکت، شراکت داروں سے مشترکہ طور پر یا تمام شراکت داروں کی طرف سے کوئی ایک نامزد شراکت دار چلائے گا۔

شراکتی کاروبار کے لئے کم از کم دو افراد کا اکٹھا ہونا ضروری ہے۔

فرم کی رجسٹریشن کے لئے درخواست:

قانون شراکت مجریہ ۱۹۳۲ء کی دفعہ ۵۸ کے تحت درج ذیل اصولوں کی روشنی میں فرم کو رجسٹرڈ کروایا جا سکتا ہے۔

ا۔ فرم کی رجسٹریشن کسی بھی وقت مہیا کردہ درخواست فارم کو مکمل طور پر، پُر کر کے بذریعہ ڈاک یا اس علاقے کے رجسٹرار کے پاس جا کر، جہاں پر فرم کا کاروبار یا فرم کا دفتر واقع ہو یا جہاں پر فرم کا بنایا جانا زیر تجویز ہو کروائی جا سکتی ہے۔ اس تمام عمل کے لئے رجسٹریشن کی فیس کا ادا کیا جانا ضروری ہے اور درخواست فارم کے ساتھ درج ذیل امور کا بیان کیا جانا ضروری ہے۔

ا۔ فرم کا نام

ب۔ جگہ جہاں پر فرم کا جزوی یا کلی کاروبار کیا جاتا ہے۔

ج۔ دوسری جگہوں کے نام جہاں پر فرم کا کاروبار شروع کیا جاتا ہے۔

د۔ حصہ داروں کی فرم میں شمولیت کی تاریخ

ر۔ تمام حصہ داروں کے مکمل نام، کوائف اور مستقل پتہ جات

ف۔ فرم کے قائم رہنے کا دورانیہ

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

زیر تجویز ہے، وہاں پر رجسٹریشن کی کروائی جا سکتی ہے۔ رجسٹریشن کی کارروائی مہیا کردہ مخصوص فارم پر ہوگی۔

۲۔ سیکشن ۵۸ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت بیان کردہ طریقہ کار واضح کرتا ہے کہ کوئی بھی فرم اپنی شراکت کے دورانیہ میں کسی بھی وقت اپنے علاقہ کے رجسٹرار کو جہاں فرم کا کاروبار ہو رہا ہے یا شروع کرنا زیر تجویز ہے یا جہاں پر فرم کا صدر دفتر واقع ہے، رجسٹرڈ کروائی جا سکتی ہے، رجسٹریشن کے لئے درخواست بذریعہ ڈاک یا ذاتی طور پر رجسٹرار کے دفتر میں جا کر دی جائے گی۔ یہ دفعہ واضح کرتی ہے کہ رجسٹریشن کی درخواست کے لئے اور اس پر عمل درآمد کے لئے مخصوص فارم پر درخواست دی جائے گی اور جس میں درج ذیل تفصیلات مہیا کی جائیں گی۔

i۔ فرم کا نام۔

ii۔ فرم کے کاروبار کرنے کی جگہ یا اگر ایک سے زائد جگہیں فرم کے کاروبار کے لئے ہوں ان کی تفصیل اور پھر فرم کا ذیلی دفتر یا صدر دفتر جہاں واقع ہوگا

iii۔ کسی اور دوسری جگہ کا نام جہاں پر فرم کا کاروبار چلایا جاتا ہے یا شروع کیا جانا ہے

iv۔ ہر شراکت دار کی فرم میں آنے کی تاریخ

v۔ ہر شراکت دار کا پورا نام اور مستقل پتہ جات

vi۔ فرم کے کاروبار کرنے کا عرصہ یا فرم کے قائم رہنے کی معیاد مثال کے طور پر یہ کہ شراکت 10 سال کے لئے ہے یا 5 سال کے لئے یا شراکت دار جب چاہیں گے تو شراکت کو ختم کر دیا جائے گا اور فرم کا کاروبار بند کر دیا جائے گا۔

۳۔ ذیلی دفعہ ایک ایسا طریقہ کار متعین کرتی ہے جس کے تحت ہر شراکت دار درخواست برائے رجسٹریشن کو دستخط کرنے کا پابند ہوتا ہے یا اس کی طرف سے نامزد اتارنی جو کہ بالخصوص اس ضمن میں مقرر کیا گیا ہو گا۔ اگر کوئی شراکت دار یا بغیر نامزدگی کے کوئی شخص رجسٹریشن کی درخواست دستخط یا تصدیق کر دیتا ہے تو رجسٹریشن کی درخواست درست تصور نہیں کی جائے گی۔ قانونی طور پر اس درخواست کو صحیح اس وقت تصور

کیا جائے گا جب درخواست کے قانونی لوازمات پورے ہوں گے اور مکمل درخواست پر کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔کوئی درخواست ایک نامزد اتارنی/ایجنٹ کے سوا کوئی دوسرا شخص دستخط یا تصدیق نہیں کرسکتا۔

۴۔ ذیلی دفعہ تین اور اس کی تفصیلات میں ان ناموں کی وضاحت اور تفصیل دی گئی ہے جن کو عام طور پر کوئی بھی فرم اختیار نہیں کرسکتی اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کب کوئی فرم نام کے ناپسندیدہ حصے کو ختم کرے گی اور اس کے لئے کیا طریقہ کار ہوگا۔

فرم کی رجسٹریشن کا رائج طریقہ کار:

۱۔ رجسٹریشن کے لئے دیا جانے والا درخواست فارم (۱) مکمل کرنے کے بعد شراکت داروں اور گواہان سے تصدیق کرایا جائے۔

۲۔ شراکت نامہ کے لئے صوبائی یا وفاقی حکومت کی طرف سے مشتہر شدہ مالیت کے اسٹام پیپر پر شراکت نامہ تحریر کروایا جائے جس پر تمام حصہ داروں یا شراکت داروں اور گواہان کے دستخط معہ مکمل کوائف کے درج ہوں اور شراکت نامہ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی درخواست فارم کے ساتھ لف کی جائے۔

۳۔ مبلغ ایک سو روپیہ رجسٹریشن فیس بذریعہ چالان فارم بحق رجسٹرار (متعلقہ ضلع) کے ہیڈ آف اکاؤنٹ نمبر میں نیشنل بینک آف پاکستان یا سٹیٹ بینک آف پاکستان کے کسی بھی نامزد برانچ میں جمع کروا کر چالان فارم کے ساتھ لف کیا جائے۔

۴۔ تمام حصہ داروں کے شناختی کارڈوں کی تصدیق شدہ فوٹو کاپیاں درخواست فارم کے ساتھ لف کی جائیں۔

۵۔ فرم کے ہیڈ آفس کا ثبوت اگر کرایہ پر ہے تو مصدقہ کرایہ نامہ کی فوٹو کاپی اور اگر ذاتی ہے تو ملکیت کے ثبوت کی تصدیق شدہ فوٹو کاپیاں درخواست فارم کے ساتھ لف کی جائیں۔

۶۔ اگر حصہ داروں کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ان کی طرف سے درخواست جمع کروائے گا تو اس کے لئے لازم ہوگا کہ حصہ دار یا حصہ داروں کی طرف سے اسٹام پیپر پر تحریر شدہ پاور آف اٹارنی اور اپنے شناختی

کارڈ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ لف کرے۔ وکلاء حضرات اپنا وکالت نامہ منسلک کریں۔

۷۔ مکمل شدہ درخواست فارم بمعہ دیگر کاغذات کے متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسر یا اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر شعبہ رجسٹریشن آف فرمز کو ذاتی طور پر یا بذریعہ اٹارنی جمع کروائیں۔

۸۔ مکمل درخواست ہونے کی صورت میں شراکت ایکٹ ۱۹۳۲ء کے تحت رجسٹریشن کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ نامکمل درخواست پر کارروائی نہیں ہوگی۔

رجسٹریشن کا سرٹیفکیٹ:

دفعہ ۵۹ کے تحت رجسٹرار ہر طرح سے درخواست فارم کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد اور یہ تسلی کر لینے کے بعد کہ دفعہ ۵۸ کی ضروریات مکمل طور پر پوری ہوگئی ہیں اپنے رجسٹر میں درخواست بمعہ کوائف کے درج کرے گا اور بیان کو فائل کرے گا۔ وصول شدہ مکمل درخواست فارم اور دفعہ ۵۹ کی کارروائی کے بعد رجسٹرار، رجسٹریشن آف فرم پنجاب (رولز) مجریہ ۱۹۳۲ء کے رول ۹(a) کے تحت رجسٹریشن کا سرٹیفکیٹ جس کو حرف عام میں سرٹیفکیٹ آف ایکنالجمنٹ یا فارم "C" کہا جاتا ہے، جاری کرے گا۔

رجسٹریشن کے اثرات

۱۔ یہ کہ ایک رجسٹرڈ فرم کو یا اس کے شراکت کار کو کسی قسم کی خلاف ورزی معاہدہ پر فریق مقدمہ بنایا جا سکتا ہے اور اس کے خلاف یعنی کہ رجسٹرڈ فرم کے خلاف مقدمہ یا دعویٰ کیا جا سکتا ہے جبکہ غیر رجسٹرڈ فرم میں ایسی صورتحال نہیں ہے کیونکہ اس کا قانونی وجود نہیں ہوتا۔

۲۔ ایک رجسٹرڈ فرم کسی قانونی عذر کی بنا پر کسی قسم کا دعویٰ یا مقدمہ کسی دوسرے فریق پر نہیں کر سکتی ہے اور غیر رجسٹرڈ فرم کو ایسا کوئی استحقاق حاصل نہیں ہوتا کیونکہ قانون غیر رجسٹرڈ فرم کو پہچان نہیں دیتا۔

IqbalCyberLibrary All rights reserved ©2002-2006

وضاحتیں:

۱۔ہر ضلع میں الگ الگ رجسٹرار برائے رجسٹریشن آف فرم کا دفتر موجود ہے۔

۲۔فرم کی رجسٹریشن لازمی نہ ہے، بلکہ اختیاری ہے۔

۳۔دفعہ ۵۸ فرم کی رجسٹریشن کی کارروائی کے لئے ہے اور یہ دفعہ شراکت کے معاملات پر لاگو نہیں ہوگی۔

منصف امن بربنائے عہدہ (Ex-officio Justice of Peace) کے اختیارات عدالت عالیہ لاہور کے فیصلے کے تناظر میں

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲ کی رو سے صوبائی حکومت مجاز ہے کہ سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے مقررہ مدت کیلئے کسی معین مقامی علاقے کیلئے کسی ایسے شخص کو منصف امن (Justice of Peace) مقرر کرے جو پاکستان کا شہری ہو اور جسکی دیانتداری اور موزونیت مسلّم ہو۔ دفعہ ۲۵ کی رو سے سیشن جج صاحبان اور انکی نامزدگی کی صورت میں ایڈیشنل سیشن جج صاحبان اس ضلع کی حدود کے اندر جس میں وہ فرائض انجام دے رہے ہوں منصف امن بربنائے عہدہ (Ex Officio Justice of Peace) ہونگے۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

منصف امن کے اختیارات:

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲۔اے کی رو سے منصف امن کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہونگے۔

(۱) منصف امن کو کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں لانے کیلئے اس مقامی علاقے کے اندر دفعہ ۵۴ میں دیئے ہوئے پولیس افسر کے اور دفعہ ۵۵ میں دیئے ہوئے پولیس کے افسر انچارج کے جملہ اختیارات حاصل ہونگے۔

(۲) ذیل (۱) کے تحت گرفتاری عمل میں لانے کی صورت میں منصف امن گرفتار کردہ شخص کو قریب ترین پولیس اسٹیشن کے افسر انچارج کے پاس لے جانے کا اہتمام کریگا اور گرفتاری کے حالات سے آگاہ کرنے کیلئے اسے رپورٹ دیگا جس پر ایسا افسر اس شخص کو دوبارہ گرفتار کرے گا۔

(۳) کسی علاقے کے منصف امن کو اختیار ہوگا کہ وہ اس علاقے کے اندر ڈیوٹی پر مامور پولیس فورس کے کسی رکن کو حسب ذیل صورتوں میں اپنی امداد کیلئے طلب کرے جو جلی حاکم مجاز کی طرف سے کی گئی تصور ہوگی۔

(الف) کسی شخص کو پکڑنے یا اسکے فرار کو روکنے کیلئے جو کسی قابل دست اندازی پولیس جرم میں شریک ہوا ہو، یا جسکے بارے میں معقول شکایت یا با اعتبار شہادت ملی ہو، یا جسکے بارے میں معقول شبہ ہو کہ اس نے ایسے کسی جرم میں حصہ لیا ہے۔

(ب) جرائم کے عموی سدباب کیلئے خصوصاً نقض امن یا خلل عامہ کو روکنے کیلئے۔

(۴) منصف امن صوبائی حکومت کے وضع کردہ قواعد کے تابع مجاز ہوگا کہ اس علاقے کے اندر رہنے والے کسی شخص کی شناخت کے متعلق سرٹیفکیٹ جاری کرے یا دستاویز کی تصدیق کرے یا کسی ایسی دستاویز کی تصدیق کرے جس کی تصدیق کسی رائج الوقت قانون کے تحت کسی مجسٹریٹ سے کرائی جاتی ہو۔

منصف امن بر بنائے عہدہ کے اضافی اختیارات:

دفعہ ۲۲۔اے کی شق (۶) کی رو سے منصف امن بر بنائے عہدہ (Ex-Officio Justice of Peace) حسب ذیل شکایات کی صورت میں متعلقہ پولیس کو مناسب ہدایات جاری کرسکتا ہے۔

(۱) کسی فوجداری مقدمہ کا عدم اندراج

(۲) تفتیش کی ایک پولیس افسر سے کسی دوسرے پولیس افسر کو منتقلی

(۳) اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں پولیس کی لاپرواہی، ناکامی یا اختیارات سے تجاوز کا ارتکاب

۲۰۰۲ء میں کی گئی مذکورہ بالا ترمیم کے ذریعے منصف امن بر بنائے عہدہ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ فوجداری مقدمہ کے عدم اندراج کی صورت میں یا تفتیش وغیرہ سے متعلق پولیس کی طرف سے اپنے فرائض میں غفلت برتنے یا اختیارات سے تجاوز کرنے کی صورت میں پولیس کے رویے کے خلاف شکایات پر کاروائی عمل میں لاتے ہوئے متعلقہ اعلیٰ پولیس افسران کو مناسب ہدایات جاری کرے۔ چونکہ دفعہ 22-A(6) کے تحت نصف امن بر بنائے عہدہ کو دیے گئے ان اختیارات کی اصل نوعیت، مقصد اور استعمال کے بارے میں ابہام پایا جاتا تھا، جیسا کہ ۲۰۰۴ء میں کئی فوجداری مقدمات میں متعلقہ نصف امن بر بنائے عہدہ نے پولیس کی تفتیش سے غیر مطمئن افراد کی درخواست پر متعلقہ فوجداری مقدمات کی تفتیش تبدیل کردی تھی، جس پر عدالت عالیہ لاہور نے مقدمہ خضر حیات بنام انسپکٹر جنرل پولیس (پنجاب) (2005 P.Cr.R 1024) میں منصف امن اور منصف امن بر بنائے عہدہ کے فرائض منصبی کے بارے میں اپنے فیصلے میں قرار دیا کہ:

(i) منصف امن اور منصف امن بر بنائے عہدہ کے اختیارات اور ذمہ داریوں کی وضاحت ضابطہ فوجداری کی دفعات 22-A, 22-B میں موجود ہے۔ انہیں قانون کے تحت تفویض شدہ اختیارات اور ذمہ داریوں سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔

(ii) پاکستان میں منصف امن یا منصف امن بر بنائے عہدہ کو تفویض

شدہ فرائض اپنی خاصیت اور نوعیت کے لحاظ سے عدالتی نہیں بلکہ انتظامی ہیں۔

(iii) پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں آئینی، قانونی اور نگرانی سے متعلق عدالتی اختیارات رکھنے کے باوجود پولیس کی طرف سے کسی فوجداری جرم کی تفتیش میں براہ راست مداخلت سے احتراز کرتی آئی ہیں اسلئے صرف انتظامی اور معاونت کے اختیارات رکھنے والے منصف امن یا منصف امن بر بنائے عہدہ کو بدرجہ اولیٰ اسطرح براہ راست مداخلت کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

(iv) دفعہ 22-A(6) کے تحت منصف امن بر بنائے عہدہ کی طرف سے ہدایات متعلقہ پولیس کے افسران بالا کو کی جانی چاہئیں کہ وہ قانون کے تحت شکایت کنندہ کی داد رسی کریں۔ مذکورہ ذیلی دفعہ (6) کے تحت وہ شکایت کے ازالے کا اختیار خود استعمال نہیں کر سکتے اور اگر کسی معاملے میں کسی پولیس افسر کی قانونی ذمہ داری واضح ہو کہ وہ کیا کرے تو ایسی صورت میں وہ اس پولیس افسر کو مطلوبہ کاروائی عمل میں لانے کی ہدایت کرے گا۔ دفعہ 22-A(6) کے تحت منصف امن بر بنائے عہدہ کی ذمہ داری شکایت کنندہ اور پولیس کے درمیان ایک رابطہ کار کی ہونی چاہیے اور اسے وہ جملہ اختیارات خود استعمال نہیں کرنے چاہئیں جو قانون کے تحت اعلیٰ پولیس حکام کو تفویض کیے گئے ہیں۔

(v) غیر معمولی استثنائی صورتوں کے سوا دفعہ 22-A(6) کے تحت منصف امن بر بنائے عہدہ کی طرف سے فراہم کردہ دادرسی مناسب متبادل قانونی دادرسی قرار دی جائے گی جسکی موجودگی میں رنجیدہ شخص داد رسی کیلئے آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت عدالت عالیہ کے غیر معمولی اختیار کو حرکت میں نہیں لا سکے گا۔

(vi) دفعہ 22-A(6) کے تحت پولیس کے خلاف کوئی معقول شکایت موصول ہونے کی صورت میں منصف امن بر بنائے عہدہ متعلقہ پولیس افسر سے اس شکایت کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرنے کا مطالبہ کرے گا۔ اور اگر اسکی رپورٹ سے وہ مطمئن نہ ہو تو حالات کے مطابق یا تو اسے تنبیہہ جاری کرے گا کہ وہ آئندہ قانون کی حدود کو پامال نہ کرے یا

اعلیٰ پولیس افسران کو یا پبلک سیفٹی کمیشن اور پولیس کمپلینٹ کمیشن کو ہدایات جاری کرے گا کہ وہ شکایت پر غور کرتے ہوئے قصوروار پولیس افسر کے خلاف پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کی متعلقہ دفعات کے تحت ضروری کاروائی کریں۔شدید زیادتی اور ناجائز پریشان کرنے کے واقعات کے دوران اگر کوئی پولیس افسر کسی قابل دست اندازی پولیس جرم کا مرتکب ہوا ہو تو منصف امن بر بنائے عہدہ متعلقہ پولیس اتھارٹی کو اس قصوروار پولیس آفیسر کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کرنے کی ہدایت کرسکتا ہے۔

(vii) جہاں تک ایف۔آئی۔آر کے عدم اندراج کی شکایت کا تعلق ہے کسی قابل دست اندازی پولیس جرم کی شکایت موصول ہونے کی صورت میں متعلقہ پولیس تھانے کا انچارج قانوناً ایف۔آئی۔آر درج کرنے کا پابند ہوسکتا ہے لیکن ضابطہ فوجداری کی دفعہ 22-A(6) کے تحت کسی منصف امن بر بنائے عہدہ کیلئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ شکایت موصول ہونے کی صورت میں ضرور اور آنکھیں بند کرکے ایف۔آئی۔آر کے اندراج کی ہدایات جاری کرے۔اسے اس سلسلے میں احتیاط کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور ازخود کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے متعلقہ پولیس تھانے کے انچارج سے اس بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرنے کا مطالبہ کرنا چاہیے تاکہ اسے ان وجوہات سے آگاہی ہو سکے کہ پولیس نے شکایت کنندہ کی رپورٹ پر ایف۔آئی۔آر کیوں درج نہیں کی ہے۔اور اگر متعلقہ پولیس افسر اسکی کوئی معقول وجہ پیش نہ کرسکے تو وہ اسے ایف۔آئی۔آر درج کرنے اور اسکی تفتیش کرنے کی ہدایات جاری کرنے میں حق بجانب ہوگا۔اس سلسلے میں نہ پولیس تھانے کے انچارج کیلئے اور نہ منصف امن بر بنائے عہدہ کیلئے لازم ہوگا کہ وہ ایف۔آئی۔آر درج کرنے یا اس بارے میں ہدایات جاری کرنے سے پہلے ملزم کو سماعت کا موقع دے۔کسی واقعے کے حالات کے مطابق مناسب صورتوں میں منصف امن بر بنائے عہدہ ایف۔آئی۔آر کے اندراج کیلئے ہدایات جاری کرنے سے انکار کرسکتا ہے اور دفعہ 22-A(6) کے تحت موصولہ شکایت کو مسترد کرتے ہوئے شکایت کنندہ کو ضابطہ فوجداری کی دفعات 156(3) اور 190 کے تحت

متبادل قانونی دادرسی کے حصول کی طرف متوجہ کرسکتا ہے۔

(viii) جہاں تک ایف۔آئی۔آر میں دیگر مناسب دفعات شامل کرنے یا ملزم کا جو ہیپر چہ درج کرنے سے متعلق تفتیشی افسر کی ناکامی کی شکایات کا تعلق ہے۔تو ایسی شکایات اس قابل نہیں ہیں کہ کوئی منصف امن بر بنائے عہدہ انکو سنجیدگی سے لے کیونکہ عموماً یہ محض الزامات ہی ہوتے ہیں اس لیے منصف امن بر بنائے عہدہ کیلئے بہترین مشورہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اس اختلاف میں پڑنے سے احتراز کرے کیونکہ یہ کام علاقہ مجسٹریٹ کا ہے جس کے پاس کئی مواقع ہوتے ہیں کہ وہ ریکارڈ دیکھ کر اگر مناسب سمجھے تو کسی مناسب مرحلے پر تفتیشی افسر سے ایف۔آئی۔آر میں کسی فوجداری دفعہ کا اضافہ کرنے یا اسے نکالنے کیلئے کہے۔ پولیس کی طرف سے کسی دانستہ یا دانستہ ایسی غلطی کی تصیح کیلئے مجسٹریٹ یا سماعت کنندہ عدالت کو حاصل بے شمار مواقع کے ہوتے ہوئے منصف امن بر بنائے عہدہ کیلئے ایک نامناسب اور قبل از وقت مرحلے پر کسی بھی ایسے معاملے میں مداخلت کرنا دانشمندانہ بات نہیں ہوگی۔وہ کسی بھی ایسی شکایت پر ازخود کاروائی کرنے کی بجائے شکایت کنندہ کو علاقہ مجسٹریٹ کے پاس یا سماعت کنندہ عدالت میں پیش ہونے کا مشورہ دے سکتا ہے۔

(ix) تفتیشی افسر کی طرف سے ملزم فریق کے جوابی عذرات درج نہ کرنے کی شکایت کی صورت میں منصف امن بر بنائے عہدہ تفتیشی افسر سے رپورٹ طلب کرے گا کہ اس نے ملزم فریق کے عذرات کیوں درج نہیں کیے ہیں اور اگر رپورٹ سے ثابت ہوجائے کہ ملزم فریق کی طرف سے جوابی عذرات پیش کیے جانے کے باوجود تفتیشی افسر نے بغیر کسی معقول وجہ کے انہیں درج نہیں کیا ہے تو وہ اسے مطلوبہ کاروائی عمل میں لانے کی ہدایت کرسکتا ہے یا متبادل طور پر اس ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس (تفتیش) کو ہدایت کرسکتا ہے کہ وہ تفتیشی افسر کی طرف سے کسی تاخیر کے بغیر مطلوبہ کاروائی کی انجام دہی کو یقینی بنائے۔

(x) جہاں تک ملزم کی گرفتاری میں پولیس کی ناکامی کی شکایات کا تعلق ہے کسی مشتبہ شخص کو ایف۔آئی۔آر کے اندراج پر فی الفور گرفتار نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ حالات اس بات کا تقاضا کریں۔ اور اسکی

گرفتاری کو اس وقت تک کیلئے موخر کیا جائے گا جب تک ان الزامات کے ثبوت کیلئے کافی مواد یا شہادت ریکارڈ پر نہ آئے اور تفتیشی افسر مطمئن نہ ہو جائے کہ مشتبہ شخص کے خلاف لگائے گئے الزامات درست ہیں اور وہ اس جرم میں ملوث ہے۔ ایسی کسی شکایت کی صورت میں منصف امن بر بنائے عہدہ کو چاہیے کہ وہ تفتیشی افسر کو اس سلسلے میں مجبور نہ کرے تاہم کسی مناسب کیس میں شکایت موصول ہونے پر وہ تفتیشی افسر سے رپورٹ حاصل کرنے کے بعد متعلقہ ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس (تفتیش) کو اس بارے میں ہدایات جاری کرسکتا ہے۔ یہ ایک انتہائی بے ہودہ اور انصاف کا مذاق اڑانے کے مترادف بات ہوگی کہ کسی فرد کو گرفتار کر کے اسے آزادی سے محروم کرنے کے بعد گرفتار کرنے والی ایجنسی اس نتیجے پر پہنچے کہ اسکے خلاف لگائے گئے الزامات غلط ہیں۔

(xi) جہاں تک فوجداری جرائم میں تفتیش کی تبدیلی سے متعلق شکایات کا تعلق ہے تفتیشی افسر کا یہ کام نہیں کہ وہ کیس کے فریقوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرے یا کسی ملزم کے قصوروار یا بے گناہ ہونے کی رائے دے بلکہ اسکی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ متعلقہ تمام شہادتوں کو جمع کرے۔ اس شہادت کو قابل اعتبار قرار دینا یا نہ دینا متعلقہ مجسٹریٹ یا کیس کی سماعت کرنے والی عدالت کا کام ہے۔ چالان پیش ہونے اور عدالت میں سماعت شروع ہونے کے بعد کسی کیس کی ازسر نو تفتیش کرانے کے رجحان کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے۔ پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کے آرٹیکل نمبر 18(5) کے احکام کے مطابق ضلعی پولیس افسر (ڈی۔پی۔او) تفتیش کی کاروائی میں مداخلت نہیں کرسکتا اسلئے منصف امن بر بنائے عہدہ کسی ضلعی پولیس افسر کو تفتیش سے متعلق کسی شکایت پر شکایت کنندہ کی دادرسی کرنے کی ہدایت نہیں دے سکتا۔ پولیس آرڈر کے آرٹیکل نمبر 18(6) میں تفتیش کی تبدیلی کا ایک ہی طریقہ کار کا ذکر ہے۔ اسکے علاوہ کوئی ایسا قانون نہیں جو کسی اور پولیس افسر یا اتھارٹی کو فوجداری کیس میں تفتیش کی تبدیلی کا اختیار دیتا ہو۔ منصف امن بر بنائے عہدہ با اختیار پولیس اتھارٹی کے اختیارات کو استعمال کر کے ازخود کسی فوجداری کیس میں تفتیش کی تبدیلی کے احکام جاری نہیں کرسکتا۔ اسکا کردار اس بارے

میں صرف اس حد تک محدود ہے کہ وہ ایسی کسی شکایت کی صورت میں پولیس آرڈر کے آرٹیکل نمبر (6)18 کے تحت کاروائی کو حرکت میں لائے اور اگر شکایت کنندہ نے مذکورہ آرٹیکل نمبر (6)18 کے تحت تفتیش کی تبدیلی کیلئے مجاز اتھارٹی کو درخواست نہ دی ہو یا ایسی درخواست کو مجاز اتھارٹی نے کاروائی کیلئے موزوں نہ پایا ہو تو دونوں صورتوں میں منصف امن بر بنائے عہدہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ (6)22-A کے تحت اسکی درخواست پر کاروائی یا مداخلت نہیں کرے گا۔ منصف امن بر بنائے عہدہ صرف اس صورت میں مداخلت کرسکتا ہے جب درخواست دینے کے باوجود آرٹیکل نمبر (6)18 میں مذکور اتھارٹی شکایت کنندہ کی دادرسی کرنے میں ناکام رہی ہو اور اسکی درخواست پر کوئی کاروائی عمل میں نہ لائی ہو۔ وہ بھی اس صورت میں جب وہ مطمئن ہو کہ مطلوبہ شہادت جمع نہیں کی گئی ہے یا مزید شہادت جمع کرنا ضروری ہے جبکہ اس سلسلے میں پولیس آرڈر کے آرٹیکل نمبر (6)18 کے تحت دی گئی درخواست کو نظر انداز کیا گیا ہو۔ ایسی صورت میں منصف امن بر بنائے عہدہ متعلقہ پولیس اتھارٹی کو آرٹیکل نمبر (6)18 کے تحت کاروائی عمل میں لانے کیلئے ہدایات جاری کرسکتا ہے۔ تاہم ایسی شکایت کی صورت میں وہ از خود تفتیش کی تبدیلی کیلئے ہدایات جاری نہیں کرسکتا۔

(xii) جہاں تک پولیس کی طرف سے تفتیش مکمل کرنے اور چالان پیش کرنے میں ناکامی کی شکایات کا تعلق ہے، ایسی کوئی شکایت موصول ہونے کی صورت میں منصف امن بر بنائے عہدہ متعلقہ تفتیشی افسر سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ وہ اس تاخیر کی وجوہات پیش کرے اور یہ بھی بتائے کہ کیوں نہ اسکے خلاف سپریم کورٹ کے فیصلے حکیم ممتاز احمد بنام سرکار (پی۔ ایل۔ ڈی ۲۰۰۰ سپریم کورٹ صفحہ ۵۹۰) کی روشنی میں مناسب کاروائی کیلئے متعلقہ حلقوں کو سفارش کی جائے اور اگر اسکی طرف سے دی گئی وضاحت سے منصف امن بر بنائے عہدہ مطمئن نہ ہو تو وہ متعلقہ ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس (تفتیش) کو ہدایات جاری کرسکتا ہے کہ وہ بقدر امکان تفتیش کی جلد تکمیل اور چالان کی پیش کو یقینی بنائے اور مقدمے کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ تفتیشی افسر کو یا تو تنبیہہ بھی کرسکتا ہے کہ

آئندہ محتاط رہے یا متعلقہ بالا پولیس اتھارٹی کو یا متعلقہ پبلک سیفٹی یا پولیس کمپلینٹ کمیشن کو قصوروار تفتیشی افسر کے خلاف پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کی متعلقہ دفعات یا کسی دیگر ایسے قانون کے تحت مناسب کاروائی عمل میں لانے کی ہدایت کرسکتا ہے۔

(xiii) پاکستان میں منصف امن بر بنائے عہدہ عدالتی فرائض انجام نہیں دیتا اسلئے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 22-A(6) کے تحت اسکی ہدایات پر عمل نہ ہونے کی صورت میں توہین عدالت کے قانون کا اطلاق نہیں ہوتا۔ تاہم مذکورہ دفعہ کے تحت اسکا جاری کردہ حکم قانونی جواز رکھتا ہے اور پولیس آرڈر کے آرٹیکل نمبر 4(1)(m) کے تحت ہر پولیس افسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قانونی احکامات کی تعمیل کرے اور انکو فوری نافذ کرے۔ دفعہ 22-A(6) کے تحت منصف امن بر بنائے عہدہ کی ہدایات کی عدم تعمیل کی صورت میں چارہ جوئی کے تین طریقے ہیں۔

(۱) ایسی کوئی شکایت موصول ہونے کی صورت میں وہ متعلقہ پولیس اتھارٹی کو قصوروار پولیس افسر کے خلاف پولیس آرڈر کے آرٹیکل ۱۵۵(سی) کے تحت فوجداری کیس درج کرنے کی ہدایات جاری کرسکتا ہے یا؛

(۲) وہ متعلقہ اعلیٰ پولیس اتھارٹی یا متعلقہ پبلک سیفٹی یا پولیس کمپلینٹ کمیشن کو ہدایات جاری کرسکتا ہے کہ وہ پولیس آرڈر کی متعلقہ دفعات یا کسی دیگر متعلقہ قانون کے تحت قصوروار پولیس افسر کے خلاف مناسب کاروائی عمل میں لائیں یا؛

(۳) شکایت کنندہ آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت عدالت عالیہ میں درخواست دائر کرکے مناسب حکم (رٹ) کے ذریعے قصوروار پولیس افسر کو اس مفہوم کی ہدایات جاری کرواسکتا ہے کہ وہ ان تقاضوں کو پورا کرے جنکا قانون اس سے مطالبہ کرتا ہے۔

پولیس کا انسدادی کاروائی کا اختیار

پولیس کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ جرم کے ارتکاب سے پہلے اطلاع ملنے پر حرکت میں آ کر اس کا راستہ روکے اور قابل دست اندازی پولیس جرم کی صورت ایسی اطلاع ملنے پر اگر ضروری سمجھے تو جرم کا قصد کرنے والے فرد یا افراد کو گرفتار کر کے جرم کا سدباب کرے۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۹ کی رو سے کوئی بھی پولیس افسر مجاز ہے کہ کسی بھی قابل دست اندازی پولیس جرم کو روکنے کیلئے مداخلت کرے اور مقدور بھر کوشش کر کے اسکا ارتکاب نہ ہونے دے۔ دفعہ ۱۵۰ کی رو سے اگر کسی پولیس افسر کو اطلاع پہنچے کہ کسی شخص نے قابل دست اندازی پولیس جرم کے ارتکاب کا منصوبہ بنایا ہے تو لازم ہے کہ اسکی اطلاع اپنے بالا افسر کو اور کسی بھی دیگر ایسے پولیس افسر کو دے جسے ایسے کسی جرم کا انسداد کرنے یا اسکا ارتکاب ہو چکنے کی صورت میں اس میں دست اندازی کا اختیار ہو۔ دفعہ ۱۵۱ کی رو سے جس پولیس افسر کے علم میں ہو کہ کوئی شخص کسی قابل دست اندازی پولیس جرم کے ارتکاب کا قصد کر رہا ہے تو اسکو اختیار ہے کہ مجسٹریٹ کے احکامات اور وارنٹ گرفتاری کے بغیر اس شخص کو گرفتار کرے بشرطیکہ اسکی دانست میں اس جرم کا انسداد کسی اور طریقے سے ممکن نہ ہو تاہم عدالتی فیصلوں کی رو سے نقض امن یا جرم کے ارتکاب کے کسی فوری خدشے کے بغیر اس دفعہ کے تحت گرفتاری غیر قانونی ہوگی۔

سرکاری جائیداد کے تحفظ اور ناپ تول کے پیمانوں کے معائنہ کا اختیار:

دفعہ ۱۵۲ کی رو سے کوئی بھی پولیس افسر مجاز ہے کہ وہ ازخود مداخلت کرتے ہوئے منقولہ یا غیر منقولہ سرکاری جائیداد کو نقصان پہنچانے کے اقدام سے یا کسی سرکاری زمینی نشان یا پانی پر تیرنے والے نشان یا جہاز رانی سے متعلق کسی نشان کو ہٹانے یا اسے نقصان پہنچانے سے روکے۔ اسی طرح دفعہ ۱۵۳ کی رو سے کسی بھی پولیس تھانے کا انچارج تھانے کی حدود کے اندر کسی وارنٹ کے بغیر ناپ تول وغیرہ کے اوزان کے معائنہ و تحقیق

کی غرض سے کسی بھی جگہ داخل ہو سکتا ہے بشرطیکہ اسے معقول شبہ ہو کہ وہاں ناپ تول کے جعلی اوزان یا آلات رکھے گئے ہیں اور وہاں ایسے اوزان یا آلات برآمد ہونے کی صورت میں انھیں قبضہ میں لیکر فوری طور پر مجاز مجسٹریٹ کو اسکی اطلاع دے۔